خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی فروغ شریعت کے لئے کردار کا تحقیقی مطالعہ

(اسائنمنٹ برائے پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ)

محقق

غلام محمد قمر الدّین سیالوی

رجسٹریشن نمبر MPI-SP۱۵-۰۰۳
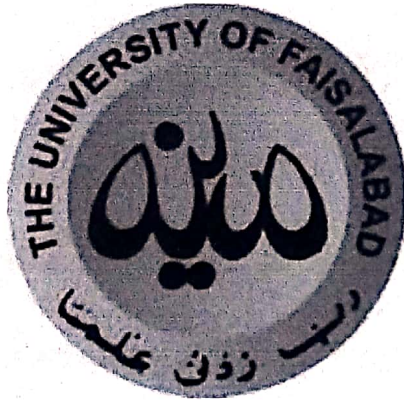
نگران تحقیق

ڈاکٹر محمد رمضان نجم الباروی

ایسوسی ایٹ پروفیسر

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ خالق ارض وسماء نے حضرتِ انسان کو راہ حق کی طرف ہدایت دینے کے لیے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے شروع ہوا اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ انبیاء کے بعد اللہ کی وحدانیت اور رسالت کے پیغام کو آگے پہنچانے کی ذمہ داری نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پھر تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم نے اٹھائی۔ ان کے بعد شریعت کی تبلیغ اور اس کے فروغ کا بیڑہ صوفیاء نے اٹھایا اور انہوں نے اس فریضہ کو ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کی عملی تصویر بن کر نبھایا۔

جب ہم صوفیاء کی بات کرتے ہے تو اس میدان میں بڑے بڑے نام نظر آتے ہیں۔ جن میں سے ایک نام حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کا رحمۃ اللہ علیہ آتا ہے۔ جن کی فروغ شریعت کی خدمات بینظیر ہیں اسی لیے میری اسائنمنٹ کا موضوع ہے:

''خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی فروغ شریعت کے لئے کردار کا تحقیقی مطالعہ''

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت شخصیات صدیوں بعد جنم لیتی ہیں۔ ان کے وجود کے لیے بزم ہستی مدتوں محو دعا رہتی ہے۔ پھر کہیں جا کر وقت کے نالہ شب گاہی کا پیغام خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم صوفی کے وجود مسعود کی صورت میں عطا ہوتا ہے۔

میرا اس موضوع کے انتخاب کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ حضرت کی دین اسلام کی دعوت وتبلیغ اور اس کی تعلیمات کو آگے پھیلانے کے لیے جو خدمات ہیں ان سے قارئین کو روشناس کرواسکوں۔ تاکہ عوام الناس کو پتہ چلے کہ ایک صوفی و درویش کی زندگی کس طرح کی ہونی چاہیئے اس کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ کیا ہونا چاہیے۔ اور بالخصوص خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے آگہی ہو کہ انہوں نے دین اسلام کی ترویج واشاعت کرنے میں کس طرح کی مساعئ جمیلہ کی اور اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے کیسے مسائل کا سامنا کیا۔ آپ نے

خود بھی اس کی اشاعت و ترویج کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور اپنے مریدین و خلفاء کو بھی اس کا درس دیا۔

جب سے اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو بطور اپنی نیابت کے تخلیق کیا ہے۔ جبھی سے دو راستے معرض وجود میں آ گئے۔ ایک صراط حق اور دوسرا صراط باطل۔ یوں حق شناسوں اور کفر پرستوں کی بنیاد پڑی انسان اوّل کے خطہ ارض پر قدم جماتے ہی دونوں گروہوں کا تصور ظاہر ہو گیا۔ ایک گروہ ہدایت یافتہ اور دوسرا اس سے عاری نظر آیا۔ پھر اللہ تعالی نے انسان کی رشد و ہدایت، فلاح و بہود، معبود شناسی اور اسے انسانیت کا مقصد تخلیق بتانے کے لیے ایک کثیر تعداد میں انبیاء مبعوث فرمائے۔ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اپنی اقوام کو گمراہی سے نکالنے اور راہ حق پر چلانے کے لئے دعوت و تبلیغ کا فریضہ نبھایا۔

سب سے آخر میں خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ جس دور میں آپ ﷺ جلوہ گر ہوئے وہ دور انتہائی جہالت اور کفر و شرک پرستی کا دور تھا۔ مگر آپ ﷺ نے اپنے اخلاق و کردار، دعوت و ارشاد اور سیرت و تعلیمات سے خود ساختہ خداؤں اور مظاہرات قدرت کے پجاریوں کو خدائے واحد کی پرستش کا دلدادہ بنا دیا اور اپنی تریسٹھ (۶۳) سالہ ظاہری حیات طیبہ میں وہ انقلاب برپا کر دیا کہ جس کی نظیر تا دم قیامت نہ ملے گی۔ سیرت النبی ﷺ وہ بے مثال نمونہ ہے جو فقط اہل اسلام ہی نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی مینارۂ نور ہے سراپا رحمت ﷺ نے اوراق حیات پر وہ ان مٹ نقوش مرتب کیے ہیں۔ جو تا ابد آنے والے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ سیرت النبی ﷺ پر عمل پیرا ہونا ایک بندہ مومن کے لئے اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے اپنی خدمات پیش کرنا نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ کا ایک اہم پہلو ہے۔ سیرت کے اس پہلو پر عمل صحابہ رضی اللہ عنھم سے شروع ہوا پھر تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنھم سے لیکر قیامت تک جاری رہے گا۔ تبع تابعین کے بعد اس پر عمل اور اس کی دعوت و تبلیغ کا بیڑہ صوفیاء نے اٹھایا۔ صوفیاء کے تمام طبقات نے دعوت و تبلیغ کو زبانی ہی نہیں بلکہ اپنے کردار سے دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جب اہل تصوف کی بات ہوتی ہے تو حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی فروغ شریعت کے لئے خدمات سیرت کا مظہر نظر آتی ہیں۔ آپ نے بچپن سے تادم وصال اپنے تمام معاملات مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی

میں الغرض اپنی پوری حیات باکمال کوفروغ شریعت کے لیے وقف کررکھا تھا اور پوری حیات اسی مشن میں صرف کردی اگرہم حیات خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا عمیق نگاہوں سے مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ انہوں نے پوری زندگی فروغ شریعت کے پرچار میں ہی صرف کی۔

اس سے پہلے بھی کچھ مؤلفین و مصنفین نے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے بارے میں طبع آزمائی کی ہے۔اور اپنے اپنے تیئں اہم واقعات حیات کوقید تحریر کیا جن سے آپ کا فروغ شریعت میں جوکردار ہے اجاگر ہوتا ہے مگر انہوں نے صرف سادہ انداز میں آپ کی حیات کوقارئین کی نظرکیا ہے جیسا:

١۔تذکرۂ خواجگان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی، چشتیہ اکادمی، فیصل آباد، ۱۹۸۵ء

٢۔خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ، م.ن، نول کشور پریس، لاہور، س.ن

٣۔پنجاب میں سلسلۂ چشتیہ کی تجدید ارتقاء، سیّد جمیل احمد رضوی، دارالفیض گنج بخش، لاہور، ۲۰۱۹ء

ان کتب سے پتہ چلتا ہے کہ مصنفین نے آپ کی حیات کے اہم پہلوؤں کو اچھے پیرائے میں پیش کیا ہے۔مگر کیا ہی خوب ہوتا کہ ان پہلوؤں کوقرآن وحدیث کی روشنی میں اجاگر کرتے۔

میں نے الحمدللہ اپنی اسائنمنٹ کے اندر آپ کی حیات کے اہم پہلوؤں کوقرآن وحدیث کی روشنی میں اس طرح پیش کیا کہ جن سے ظاہر ہوتا کہ واقعی آپ نے اپنی تمام حیات فروغ شریعت کے لئے وقف کردی تھی۔

میں نے تحقیقی اصول وضوابط، یونیورسٹی کے تحقیقی فارمیٹ اور نگران تحقیق کی ہدایات کوپیش نظر رکھ کر ان کی روشنی میں اس اسائنمنٹ کوتحریر کیا ہے۔

فرضیہ تحقیق:۔(Hypothesis of Research)

"حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی فروغ شریعت کے میدان میں خدمات قابلِ تحسین ہیں"

تبویب

خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی فروغ شریعت کے لئے کردار کا تحقیقی مطالعہ

باب اوّل:۔

حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار

باب دوم:۔

خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور فروغ شریعت

فہرست عنوانات

Scanned with CamScanner

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

باب اوّل

ابتدائی وعصری احوال

(۱)

ابتدائی وعصری احوال

حضرت خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ آسمان تصوف کا وہ نجم درخشندہ ہیں کہ جس کی تابانی سے جہالت کی گھٹا توپ تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو طریق منزل کی خبر ہوئی اور بہت سے گم گشتہ مسافران حقیقت کو معرفت حقیقت حاصل ہوئی۔اور آپ گلستان شریعت وطریقت کے وہ شجر سایہ دار ہیں کہ جس کی چھاؤوں سے کفر وشرک کی حدت کے ستائے لوگوں کو امان وراحت ملی۔آپ وہ چشمہ علم ومعرفتِ شریعت ہیں کہ یہاں سے لاتعداد تشنگان واحدانیتِ الٰہی اور شراب شوق محبوب ﷺ کے پیاسوں نے اپنی پیاس بجھائی۔اور آپ وہ گل مشک بار ہیں کہ جس کی مہکار سے لاکھوں کفر وشرک کی کندگی میں بسنے والوں نے توحید ورسالت کی پر معطر مہکار پائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فروغ شریعت کے لئے وہ کارہائے نامہ سرانجام دیے ہیں کہ جن کی مدتوں سے نہ نظیر ملی ہے نہ ملے گی۔اس میدان میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔اس بابت اپنے تو اپنے بیگانہ بھی آپ کے معترف ہیں۔اور تا ابد الاباد ایسا ہی رہے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ تونسہ شریف کے سرخیل ہیں۔آپ ہی سے خانقاہ تونسہ کی ابتدا ہوتی ہے۔آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی ایک اہم کڑی ہیں۔آپ نے امت مصطفےٰ ﷺ کو دین متین کی حقیقتوں سے آشنا کرنے اور آل واصحاب علیہم الرضوان بالخصوص اصحاب صفہ کے نقش قدم پر چلنے اور دستور شریعت سے بہرہ مند کرنے کے لئے شب وروز وقف کر رکھے تھے۔اور ہمیشہ فروغ شریعت کے لئے اعلیٰ کردار ادا کرتے رہے جو آج تک عوام الناس اور یاران شریعت و طریقت کے لئے مشعل راہ بلکہ مینارۂ نور کی حیثیت کا حامل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ شریعت کے لئے کردار کا احوال ذکر کرنے سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عصری احوال درج کرنا ضروری گردانتا ہوں۔تا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے بارے میں قارئین کو آگہی ہو کہ آپ کا خاندانی پس منظر کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن شریف سے لے کر وصال مبارک تک کن خصوصیات کے حامل تھے۔

خاندانی پس منظر:۔

کسی بھی شخصیت کے عصری احوال اور اس کے تعارف کو بیان کرتے ہوئے اس کا خاندانی پس منظر بیان کرنا نص قرآن سے ثابت ہے اور سنت سے بھی کرنا ثابت ہے، جیسا کہ سورۂ یوسف میں ہیں:

﴿وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(۱)

ترجمہ:

اوراسی طرح تجھے تیرارب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی بے شک تیرارب علم و حکمت والا ہے۔

حدیث پاک میں بھی خاندانی پس منظر کا ذکر موجود ہے:

((عن ابی هریرة رضی الله عنه سئل رسول الله ﷺ من اکرم الناس قال اتقاهم لله قالوا لیس عن هذا نسئا لک قال فاکرم الناس یوسف نبی الله ابن نبیّ الله ابن نبیّ الله ابن خلیلِ الله))(۲)

ترجمہ:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے معزز کون ہے؟ فرمایا جو اللہ سے زیادہ ڈرتا ہے۔عرض کیا ہم اس کے متعلق آپ سے دریافت نہیں کرتے فرمایا لوگوں میں سب سے معزز حضرت یوسف ہیں جو خود نبی ہیں نبی کے بیٹے ہیں نبی کے پوتے ہیں اور خلیل اللہ کے پڑپوتے ہیں۔

اس آیت کریمہ اور حدیث نبوی ﷺ سے واضح ہو گیا کے کسی بھی شخص کے اوصاف حمیدہ مزید اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں جب اس کا تعارف اس کے آباء کے اوصاف حمیدہ سے کروایا جاتا ہے یا اس کے آباء کی تاریخ سے کروایا جاتا ہے۔اسی لئے یہاں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا تاریخی پس منظر درج کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے آباءواجداد پشتون تھے۔افغانستان سے منتقل ہو کر گڑگوجی پھر تبلیغ دین متین کے لئے تونسہ شریف قدم رنجہ ہوئے۔

تذکرۂ خواجگان تونسوی کے مصنف پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی آپ کے خاندان کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں:

''آپ کا خاندان افغان قوم کے قبیلہ جعفر سے تعلق رکھتا تھا''(۳)

اس کے علاوہ ''خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ'' کا مصنف رقم طراز ہے:

''آپ کا خاندان افغان قوم کے قبیلہ جعفر سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔۔چونکہ آپ افغان تھے اس لئے اس علاقے میں (یہاں آپ آباد تھے) ''روہیلہ'' کے نام سے پکارے جاتے تھے یہ خاندان موضع گڑگوجی واقع کوہ درگ میں اقامت گزین تھا کوہ درگ تونسہ شریف سے بجانب غرب تیس کوس کے فاصلہ پر ہے''(۴)

آپ کے خاندانی پس منظر کی صحیح اور بہترین توضیح "خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ" کے مصنف نے کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"آپ افغان تھے اور قوم جعفر سے تھے۔ جو قبیلہ رمدانی کی شاخ تھی۔"(۵)

اس جگہ آپ کے قبیلہ کو قبیلہ رمدانی کی ایک شاخ کہا گیا ہے جس سے عیاں ہو گیا کہ قبیلہ جعفر خود سے ایک الگ قبیلہ نہ تھا بلکہ رمدانی قبیلہ کی شاخ تھا جب کہ حقیقی قبیلہ کا پس منظر مؤرخین کچھ اور انداز میں بیان کرتے ہیں۔

آپ کے جد اعلیٰ اور قبیلہ رمدانی کی وجہ تسمیہ:

یہ قبیلہ چونکہ قبیلہ جعفر کی اصل ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے:

"اس قبیلہ کے جد امجد رحیم داد خاں جعفر تھے جن کے نام سے قبیلہ کا نام رحیمدانی مشہور ہو گیا۔ اور بعد میں رحیمدانی کی حاء کو حذف کر دیا گیا تو رمدانی رہ گیا۔ یہ رمدانی دراصل رحیمدانی کا مخفف ہے بعض نے آپ کے قبیلہ کا نام سلارانی بھی لکھا ہے۔"(۶)

جعفر کا معنی:۔

جعفر عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے:

"خالص سونا، گل اشرفی، مجاز از زرد رنگ"(۷)

اس معنی کے اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح سونا بھٹی میں شدید آگ پر پگھل پگھل کر کندن یعنی خالص سونا بنتا ہے اسی طرح آپ کا قبیلہ بھی خالص سونے کی مانند خالص مذہبی وثقافتی اقدار کا مظہر تھا۔ اور جس طرح موسم بہار میں گل اشرفی پھلواڑیوں کو باوقار و پر رونق کرتا ہے تو اسی طرح قبیلہ جعفر کے اس گل نازنین نے گلستان صالحیت کو اپنی تمام تر رعنائیوں سے معطر و پر وقار کر دیا۔ اور آپ کا زہد و تقوی اس بات کا گواہ ہے کہ آپ عشق الٰہی اور عشق مصطفےٰ ﷺ کے بھٹی میں پڑ کر وہ کشتۂ عشق و محبت بن چکے تھے کہ جس سے لا تعداد کفر و شرک کے گھمبیر (ناسور) کا شکار مریضوں نے شفا پائی۔ لا تعداد ان لوگوں کو جنھیں زمانے کے ظلم و ستم سے روحانی طور پر لا علاج زخم آ چکے تھے مرہم مل گیا اور زمانہ اس مسیحا کی مسیحائی سے روحانی قلبی فیض پانے لگا۔

ولادت:۔

افق ولائت کا یہ نجم تابندہ ۱۱۸۳ھ کو اپنی تابانیاں بکھیرتے ہوا فق ولائت پر نمودار رہا۔ سلطان احمد فاروقی لکھتے ہیں کہ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی ذکر ولادت یوں بیان کرتے ہیں:

''سلسلۂ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ کے بانی سلطان تارکاں، برہان عارفاں، غوث زماں شہباز طریقت اعلیٰ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں ہوئی'' (۸)

جبکہ تذکرۂ اولیاء چشت کے مصنف کے مطابق یوں ہے:

''حضرت شاہ سلیمان کی ولادت باسعادت ۱۱۸۴ھ میں بمقام گڑ گوجی ہوئی'' (۹)

اور ''چشتیہ خانقاہیں'' کے مصنف ''مؤرخ لاہور'' رقم طراز ہیں:

''آپ کی ولادت باسعادت ۱۷۷۱ء میں گڑ گوجی تحصیل بازار موسیٰ خیل ضلع لورالائی (بلوچستان) میں ہوئی۔ یہ مقام تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب) سے جانب شمال مغرب تیس کوس کے فاصلے پر اندرونِ کوہ واقع ہے'' (۱۰)

ان تمام دلائل کی روشنی سب سے درست تاریخ ۱۱۸۳ھ بمطابق ۱۷۶۹ء ہے۔

والدین:۔

آپ کے والدین کے نام ہے:

''والدہ کا نام زلیخا ہے اور والد کا نام زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خاں بن خان محمد تھا۔'' (۱۱)

اولاد پدری کا تعارف:۔

آپ کے والدین سے جو آپ کے بہن، بھائی تھے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

''آپ کا ایک بڑا بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا جو عین جوانی میں نکاح سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے۔ ان کی قبر گڑ گوجی میں ہے آپ کی چار بہنیں تھیں (۱) بی بی حلیمہ جن کا نکاح اسماعیل جعفر سے ہوا تھا۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد عرف مُدر تھا (۲) بی بی حوا جن کے شوہر کا نام الیاس جعفر تھا اور اس کا بیٹا محمد گوگڑا تھا۔ (۳) بی بی فاطمہ جن کے شوہر کا نام محمد جعفر تھا اور ان کے بیٹے کا نام اخون محمد عمر تھا (۴) بی بی بائی جن کے شوہر کا نام ابراہیم جعفر تھا۔ ان کے بیٹوں کے نام نور محمد۔ عبدالرحمٰن جو آپ کا داماد تھا۔ اور محمد عرف مُدی تھا۔ ۔۔۔ آپ کی ان چار بہنوں سے اولاد ۔۔۔ تونسہ شریف میں آپ کے قرب و جوار میں سکونت پزیر ہے۔'' (۱۲)

اس طرح آپ کے والدین میں سے آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھائی حیات نہ رہا۔ اور آپ کی بہنوں کی اولاد ہی آپ کے ساتھ تونسہ شریف میں آباد ہوئی اور اس کے علاوہ آپ کے قبیلہ میں سے صرف آپ کی اولاد امجاد آباد ہوئی جو آج تک یہاں آباد ہے۔

بشارت قبل از ولادت:۔

حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پابند شریعت اور متبع سنت تھے۔سنت کی اتباع تو آپ کی گٹی میں شامل تھی۔آپ نے ساری عمر حضورﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی وہ سنن جو شریعت اسلام کا حصہ ہیں،اس کے ساتھ ساتھ سنت صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان پر عمل پیرا ہو کر بسر کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تو ولادت بھی اللہ عزوجل کی طرف سے اتباع سنت کا پرتو تھی۔کیونکہ آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے متعلق مختلف بشارتوں کا اظہار قرآن وسنت کے مطابق ہے۔قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اپنی قوم کو حضورﷺ کی بشارت دینا قرآن پاک میں ہیں:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ (۱۳)

ترجمہ:

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں تمہیں ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اور ان کا نام احمدﷺ ہوگا۔

اسی طرح خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی ان کی ولادت سے قبل ہی بشارتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا،گویا اللہ تعالیٰ نے ان کی ولادت سے قبل ہی ان کو سنت نبویﷺ کا فیضان عطا فرما کر متبع سنت ہونے کا شرف عطا فرما دیا تھا۔

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی رقم طراز ہیں:

"آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ ایک چشمے سے پانی بھر کر اپنے گھر کی طرف آرہی تھیں کہ ایک درویش جس کا لباس بھی ہندستانی تھا اور زبان بھی ہندستانی تھی۔ایک عجیب عالم میں راستے میں کھڑا تھا۔جونہی اس درویش کی نظر آپ کی والدہ محترمہ پر پڑی کہنے لگا سبحان اللہ اس شکم میں بادشاہ دو جہاں ہیں۔جو اپنے زمانہ میں سلیمان زماں بنے گا۔ہزار ہا مخلوق کو فیض پہنچائے گا۔اور تمام جن وانس اس کی تعظیم کریں گے۔یہ کہنے کے بعد وہ درویش نظروں سے غائب ہو گیا۔اور اس کے بعد کبھی کسی کو نظر نہ آیا۔"(۱۴)

علامہ محمد مسعود قادری لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب آسمان سے اتر رہا ہے اور آہستہ آہستہ وہ گڑگوجی میں اترا اور ان کی گود میں آگیا۔اس آفتاب کا آنا تھا کہ تمام گھر منور ہوگیا۔چنانچہ کچھ عرصے بعد یہ خواب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں پورا ہوا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مسند ارشاد پر فائز ہوئے تو ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔''(۱۵)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مادرزاد ولی ہونے کا شرف بھی عطا کیا تھا اور ساتھ ہی اتباع سنت نبوی ﷺ کے شرف سے بھی نوازا تھا۔کیونکہ آپ ﷺ کی آمد سے قبل آپ ﷺ کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بشارتیں اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی خواب اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ ﷺ کے چرچے شروع ہو چکے تھے۔بعینہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس جہان میں جلوہ گری سے پہلے ہی ان کا ذکر خیر جاری ہو چکا تھی۔اس لئے آپ کی ولادت بھی سنت مصطفےٰ ﷺ کے مطابق ہوئی۔اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قبل از ولادت بشارتوں سے آپ کا پابند شریعت ہونے کا اشارہ ہو چکا تھا۔کیونکہ سنت کا تعلق ہی شریعت سے ہے اس لئے مزید کہا جاسکتا ہے کہ آپ مادری طور پر شریعت کے فروغ کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

تعلیم و تربیت:۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾(۱۶)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

حدیث پاک میں ہے حضرت ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

((مانحل والدٌ ولدہٗ افضلَ من ادبٍ حسنٍ))(۱۷)

ترجمہ:

کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے آداب سکھانے سے زیادہ اچھا تحفہ کبھی نہیں دیا۔

اس آیت قرآنی اور فرمان نبوی ﷺ کی روشنی میں عیاں ہوگیا کہ اولاد کی تعلیم و تربیت والدین کی اولین ذمہ داری ہے کیونکہ انسان کی ابتدائی درسگاہ اس کا گھر ہوتا ہے بالخصوص گود مادر ہوتی ہے۔اور اس کے پہلے اساتذہ اس کے

والدین ہوتے ہیں۔اس لئے ان والدین کی اولادیں ہمیشہ نامی ہوتی ہیں جو اپنی اولاد کی بہتر تربیت کرتے ہیں۔اور خاص کر شریعت اسلام کی بجا آوری کے لئے جو قرآنی تعلیمات سے اولاد کی تعلیم و تربیت کا آغاز کرتے ہیں تو پھر ان کی اولاد میں خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ جیسے یگانہ روزگار بیٹے پروان چڑھتے ہیں جو بعد میں فروغ شریعت کے لئے شب و روز وقف کر دیتے ہیں۔

محمد حبیب القادری رقم طراز ہیں:

''حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی صرف چار برس ہی تھی کہ والد بزرگوار کا سایا سر سے اٹھ گیا۔آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم تربیت کی تمام تر ذمہ داری اپنے سر لے لی۔اور اسے بخوبی نبھایا۔آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے ملا یوسف جعفر (وہ بھی جعفر قبیلے سے تھے) کے مدرسے میں داخل کروا دیا گیا۔جہاں آپ نے پہلے پندرہ سپارے ملا یوسف جعفر سے پڑھے۔۔۔۔۔۔بعدازاں آپ کو میاں حسن علی کے مدرسے میں داخل کروادیا گیا۔جہاں سے آپ نے بقیہ پندرہ سپارے پڑھے۔میاں حسن علی سے آپ نے حضرت شیخ فریدالدین عطار کا پندنامہ اور حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان سعدی و بوستان سعدی کا درس لیا۔''(۱۸)

حصول تعلیم کے لئے اسفار:۔

مثل مشہور ہے کہ ''سفر وسیلہ ظفر'' اسی ضرب المثل کے تحت آپ نے تعلیم و تدریس کے میدان میں کمال کا عروج پایا۔آپ بحیثیت طالب علم اور بعد میں بصورت معلم اپنی مثال آپ تھے۔مگر اس مقام و مرتبہ تک پہنچنے کے لئے آپ نے تابعین، تبع تابعین اور قرون اولیٰ کے محدثین، امام بخاری، مسلم، بیہقی، دارمی اور شعبی جیسے عظیم المرتبت شخصیات کی روش کو اپناتے ہوئے کئی ایک اسفار کئے اور مختلف اساتذہ سے کسب فیض کیا۔آپ کی اصل منزل تو معرفت کا حصول تھی مگر آپ نے شریعت سے اس کا آغاز کیا اور معرفت کی بلندیوں کو پایا۔اس کے لئے آپ نے عصری علوم کو بنیاد بنایا۔جس کے لئے آپ نے کچھ اسفار تعلیم کئے۔

نافع السالکین کے مصنف لکھتے ہیں:

''بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔سعادت مند والدہ نے اقبال مند بیٹے کی تعلیم کا اہتمام کیا۔اور قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے ملا یوسف جعفر کے سپرد کیا۔پہلے پندرہ سیپارے ان سے پڑھے۔باقی کلام مجید اپنے ہم قوم حاجی صاحب کی خدمت میں یاد کیا چند رسالے فارسی کے بھی انہیں سے پڑھے۔پھر میاں حسن علی صاحب کے پاس تونسہ میں آکر پڑھنا شروع کیا۔فارسی نظم و نثر کی کتابیں ان سے پڑھیں۔اور پھر

میاں ولی محمد صاحب کی خدمت میں لانگ چلے گئے۔ یہ مقام تونسہ سے پانچ کوس مشرق کی جانب دریائے سندھ کے کنارے واقع تھا۔اس کے بعد آپ کوٹ مٹھن چلے گئے اس وقت کوٹ مٹھن میں حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ قاضی محمد عاقل صاحب اوران کے صاحبزادے کا قاضی احمد علی صاحب نے ایک دارالعلوم قائم کرر کھا تھا۔ جہاں علوم دینیہ
کی انتہائی تعلیم دی جاتی تھی یہاں آپ نے منطق
اور فقہ کی کتابیں پڑھیں ۔تصوف کی بعض کتابیں آداب الطالبین، فقرات، عشرہ کاملہ، نصوص الحکم وغیرہ اپنے شیخ قبلہء عالم سے پڑھیں۔"(۱۹)

حصول تعلیم کے دوران کی صعوبتیں:۔

ہمیشہ سے چلا آرہا ہے کہ کسی بھی انسان کو کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا پڑا ہے ۔اور تلاش حق کے لئے ہمیشہ سالک کو بڑے بڑے مصائب وآلام سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا تھا:

تندیء بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکالا تھا تو اس نے کیا تھا:

﴿فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ O اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ﴾ (۲۰)

ترجمہ:

پس تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔ مگران میں سے جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔
ہمیشہ سے شیطان نے اللہ کے راستے سے بندگان خدا کو روکنے کے لاکھ جتن کئے ہیں۔ مگر اقبال کہتے ہیں:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

جو لوگ توکلت علی اللہ کہہ کر جب میدان میں اتر آتے ہیں تو پھر وہ اپنی منزل کو پا کر ہی دم لیتے ہیں۔ کچھ اس طرح ہی کیا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ آپ نے اپنی منزل کو پانے کے لئے اپنے ازلی دشمن ابلیس کا جس انداز میں مقابلہ کیا اسی شان سے خدائے واحد نے ان کی مدد کی۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ (۲۱)

ترجمہ:

بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

شیطان نے راہ میں کئی رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کیں مگر اس مرد قلندر کے پایا استقامت میں لغزش نہ آنے پائی۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشن میں لگے رہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مصائب کے بارے میں مختلف مؤرخین نے کئی ایک واقعات درج کئے ہیں۔

استانی جی کی مار کا سامنا:۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ ماجدہ نے ملا یوسف جعفر کے ہاں حفظ قرآن کے لئے بھیجا تو وہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ پارے حفظ کئے۔ملا یوسف پندرہ پارے ہی پڑھے ہوئے تھے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم قوم حاجی صاحب کے پاس پڑھنے چلے گئے۔وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سب سے پہلی پریشانی یہ بنی کہ استاد محترم تو انتہائی شفیق تھے مگر ان کی زوجہ محترمہ اتنی ہی سخت مزاج تھیں۔اور طلباء کے ساتھ تو ان کا رویہ سوتیلی ماں جیسا تھا۔جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ بدلنا پڑا۔

خواجہ سلیمان کا مصنف لکھتا ہے:

”آپ اپنے ایک ہم قوم کے ہاں جس کو حاجی صاحب کہتے تھے اور جس نے باطنی کعبہ کا بھی حج کیا ہوا تھا۔ پڑھنے کو چلے گئے۔حاجی صاحب کی عورت نہائت تند خو اور بد مزاج تھی، حاجی صاحب کے علاوہ وہ حضرت خواجہ صاحب سے بھی ہمیشہ لڑتی اور برا بھلا کہا کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔حاجی صاحب نے کہا میری عورت تم کو پڑھنے نہیں دیتی جاؤ حوالہ بخدا تونسہ میں جا کر میاں حسن علی کے پاس پڑھو۔“(۲۲)

بھیک کے لئے مجبوری:۔

آپ نے جب میاں حسن علی کے مدرسہ میں داخلہ لیا تو آپ کو کڑی شرائط کا سامنا کرنا پڑا۔ جس میں پہلی شرط یہ تھی کہ روزانہ ہر طالب علم کو اپنے لئے علاقہ بھر سے بھیک مانگ کر لانا ہوگی تب پھر ہی مدرسہ میں رہا جائے گا ورنہ کسی اور مدرسہ کا انتخاب کیا جائے۔آپ کی والدہ کو آپ کی تعلیم تدریس کی فکر تھی لہٰذا انہوں نے اس شرط کو منظور کرتے ہوئے اپنے فرزند ارجمند کو ان کے مدرسے میں داخل کروادیا۔اور حسب روایت مدرسہ استاد میاں حسن علی نے آپ کو بھیک مانگنے کے لئے بھیجا تو بھیک نہ مانگ سکے چونکہ آپ بھیک مانگنے کو معیوب جانتے تھے اور ایک خوددار گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے ناطے آپ اس لعنت کو نہ اپنا سکے اور اللہ نے بھی آپ کی غائبانہ مدد فرمائی اور آپ کو

اس سے محفوظ رکھا۔

سیرت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے مصنف لکھتے ہیں:

''چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیک مانگنے کے لئے بھیجا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ناچار چلے تو گئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میاں حسن علی کے ان کڑے اصولوں کو جانتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند آواز سے بھیک مانگنا تو کجا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا بھی معیوب سمجھتے تھے اس لئے ساری شام تونسہ شریف کی گلیوں میں گھومتے رہے۔ مگر کسی سے کچھ مانگنے کی ہمت نہ کر سکے۔'' (۲۳)

اس کی وجہ کیا تھی کہ آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔ درحقیقت آپ کو آپ کی والدہ نے وصیت کی تھی کہ ہمیشہ اللہ کے سوا کسی سے دست سوال دراز نہیں کرنا جب مانگنا ہے اللہ سے ہی مانگنا۔ محمد حسیب القادری لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں ہی یہ نصیحت کی تھی کہ بیٹا اللہ عزوجل کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا'' (۲۴)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ کی اس وصیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور کبھی کسی غیر اللہ کے سامنے دست سوال کو دراز نہ کیا۔ کیونکہ جب بندہ اپنے خالق، مالک اور رزاق کی ذات سے کامل وابستگی قائم کر لیتا ہے تو اللہ اپنے ایسے بندے کو نہ تو کسی آگے ہاتھ پھیلانے دیتا ہے اور نہ جھکنے دیتا ہے۔ اس کے علاوہ قادر مطلق اپنے اس بندے کی غائبانہ مدد بھی فرماتا ہے۔ ایسا ہی چشم فلک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوتا دیکھا رب تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھیک مانگنے والے ایام کے متعلق محمد حسیب القادری مزید لکھتے ہیں:

''مغرب کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک حویلی سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حویلی کے چبوترے پر گئی تو وہاں ایک سفید ریش بزرگ تشریف فرما تھے۔ ان بزرگ نے سمجھا کہ شائد کوئی مسافر طالب علم ہے اور بھوکا معلوم ہو رہا ہے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہاتھ کے اشارے سے روکا اور گھر کے اندر لے گئے۔ اور کھانے کے لئے سالن اور روٹیاں دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بزرگ سمجھے کہ شائد کئی روز کے فاقے کی وجہ سے ایسا ہے اس لئے انہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ بیٹا تمہارا گھر کہاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں طالب علم ہوں اور میاں حسن علی کے پاس زیر تعلیم ہوں بزرگ جانتے تھے کہ میاں حسن علی کا اصول ہے کہ وہ اپنے طلباء سے بھیک منگواتے ہیں۔ تاکہ ان میں عجز وانکساری پیدا ہو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید کرتے ہوئے کہا کہ تم گھر گھر بھیک مانگنے کی بجائے

میرے پاس آجایا کرو میں تم کو دونوں وقت کا کھانا دے دیا کروں گا۔" (۲۵)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔اس مقام پر بھی اللہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کی اور کسی کے آگے سوال کرنے سے محفوظ رکھا۔ جب بزرگ نے اگلے روز آنے کا کہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو وہاں ایک کتے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا اور حویلی سے بھی کسی نے آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد نہ کی۔

محمد حبیب القادری مزید رقم طراز ہیں:

"اگلے روز مقررہ وقت پر اس حویلی پہنچ گئے۔تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چبوترے کے ساتھ ایک کتے کو بندھا ہو دیکھا۔ کتے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر اس چبوترے کے پاس کھڑے رہے کہ شاید وہ بزرگ باہر آجائیں مگر رات ہوگئی وہ بزرگ باہر نہ آئے۔اور نہ ہی کتے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ہمت ہوئی کہ حویلی کے دروازے پر دستک دے سکیں چنانچہ رات گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ مدرسے سے واپس لوٹ آئے۔" (۲۶)

مزدوری کرنے پر معموری:۔

محنت و مزدوری کرنا قرآن و حدیث کی رو سے سنت نبوی ﷺ کا حصہ ہے۔جیسے قرآن پاک میں ہے:

﴿لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ (۲۷)

ترجمہ:

انسان کے لئے وہی ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔

حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرماتی ہیں رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

((انّ احقّ ما یاکل الرجل مِن اطیب کسبه و انّ ولده مِن اطیب کسبه)) (۲۸)

ترجمہ:

انسان جس کھانے کا سب سے زیادہ حق دار ہے وہ اس کی اپنی پاک کمائی ہے اور اس کی اولاد بھی پاک کمائی ہے۔

لیکن ایک طالب علم کی اپنی ابتدائی عمر میں اوّلین ذمہ داری حصول تعلیم کے لئے توجہ مرکوز کرنا ہے۔کیونکہ ایک تعلیم یافتہ انسان اپنی عملی زندگی کو بہتر منصوبہ بندی سے آسائشوں سے بھرپور بنالیتا ہے۔اور اس کے علاوہ زندگی میں آنے والے مصائب وآلام کا صبر واستقامت سے بھرپور سامنا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔مگر اس کے برعکس اگر کسی طالب علم کو زمانہ طالب علمی میں ہی اور وہ بھی عین اس وقت جب اسے تعلیمی میدان میں قدم رکھے ابھی زیادہ عرصہ نہ

گزرا ہو اور وہ طالب علم بھی ایسا ہو جو ناز و نعمت سے ایک خود دار گھرانے کا پروردہ ہو تو ایسے طالب علم کے لئے بچپن میں محنت مزدوری کرنا اور وہ بھی پتھر توڑنے اور ڈھونے کی، ایک بہت بڑے امتحان کا باعث ہوتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ''تذکرۂ اولیائے چشت'' کے مصنف یوں گویا ہیں کہ جب آپ کے استاد میاں حسن علی نے محسوس کیا کہ آپ دیگر طلباء کی طرح گداگری نہیں کر سکتے تو انہوں فرمایا:

''تم گداگری کے لائق نہیں، مزدوری کے لئے جایا کرو۔ دوسرے دن دو آنے یومیہ پر ایک جگہ مزدوری پر لگ گئے۔ دن بھر آپ پتھر پر بیٹھے رہے۔ مزدوروں نے مالک سے شکائت کی لیکن مالک نے آپ کو پوری مزدوری دے دی۔ میاں حسن علی کو جب معلوم ہوا تو کہا اب تم میرے گھر سے کھا لیا کرو۔'' (۲۹)

اس واقعہ کے اندر ایک بات جو قابل توجہ ہے وہ یہ کہ آپ نے دن بھر کام بھی نہیں کیا اور مالک نے شکایت ملنے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مزدوری پوری دی آخر کیا وجہ تھی کہ اس نے کام کئے بغیر پوری مزدوری دے دی۔

اس پوری مزدوری ملنے کا سبب محمد حسیب القادری یوں بیان کرتے ہیں:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کام کرنے لگے تو معاً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ اگر میں محنت مزدوری میں اپنا وقت ضائع کرنا شروع ہو گیا تو پھر تعلیم کیسے حاصل کروں گا؟ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی مزدور نے مالک کے پاس جا کر شکایت کی کہ وہ نیا مزدور کچھ کام نہیں کر رہا اور چپ چاپ بیٹھا کسی سوچ میں گم ہے مالک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے مارنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ہاتھ اٹھانا چاہا تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ دفعتاً اس کے دل میں خیال آیا کہ کسی بے یار و مددگار طالب علم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معاف کر دیا اور اس کے ہاتھ میں دوبارہ طاقت پیدا ہو گئی۔'' (۳۰)

استاذ کی بشارت و وصیّت:۔

خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام مرتبہ کا اظہار زمانۂ بچپن سے ہی ہو گیا تھا۔ اور بالخصوص جب اس مالک کے ہاتھ شل ہونے کا معاملہ پیش آیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظلم کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب مارنے لگا تھا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مدرسہ میں واپس آئے تو استاد محترم آپ کے روحانی مقام و مرتبہ کو جان چکے تھے۔ انہوں نے آپ کو آتے ہی فرمایا، سلیمان کل سے نہ تو گدائی کرے گا اور نہ ہی مزدوری۔ تیرا نان نفقہ میرے ذمہ ہے تمہارا کھانے، پینے اور کپڑوں وغیرہ کا خرچ میرے ذمہ ہے اس کے ساتھ ہی کچھ بشارات و وصایا بھی ارشاد فرمائیں۔

آپ کے استاذی المکرم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شان مرتبہ کو بھانپ کر فرمایا:

''سلیمان (رحمۃ اللہ علیہ) میں تمہارے چہرے پر ولایت کے آثار دیکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم ایک دن مسند ولایت پر متمکن ہو گے مگر اس وقت تم میرے پاس زیر تعلیم ہو اس لئے میں استاد کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم طالب علمی کے آداب کو مت بھولو اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم جلد اپنی تعلیم مکمل کرنے کے خواہاں ہو آئندہ تمہیں کھانا، کپڑے اور کتابیں وغیرہ میں دوں گا مگر میں تمہیں اس بات کی قسم بھی دیتا ہوں کہ تم وقت سے پہلے خود کو ظاہر مت کرو۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت حیرانی کے ساتھ استادِ محترم کی باتیں سن رہے تھے۔۔۔۔۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں حسن علی سے وعدہ کیا کہ میں آئندہ ان کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام تر توجہ حصول علم میں لگادی۔'' (۳۱)

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد جن کو حاجی صاحب کہا جاتا تھا سے قرآن پاک کی تعلیم مکمل کی اور فارسی کی کچھ ابتدائی کتب پڑھ لیں اور استاذِ گرامی جب ان کو رخصت فرمانے لگے تو انہوں انے اپنے اس شاگرد ارجمند کو اجازت دیتے ہو فرمایا:

''حق تعالیٰ تمہیں رتبہ بلند اور اعلےٰ درجہ عطا کرے گا اس سلسلہ میں مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ پہلے تونسہ شریف جا کر علم حاصل کریں گے۔ وہاں سے قصبہ لانگھ اور وہاں سے کوٹ مٹھن جا کر مزید تعلیم پائیں گے۔ پھر وہاں مہار شریف سے ایک کامل بزرگ آئیں گے۔ جن سے آپ بیعت کریں گے۔ وہ آپ کو نعمت و خلافت عطا کریں گے اس کے بعد آپ تونسہ شریف میں واپس آ کر مخلوق خدا کو اللہ کا راستہ بتائیں گے۔۔۔۔۔۔(اس کے بعد وصایا ارشاد فرمائیں کہا) البتہ میری تین وصیتیں یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا۔ پہلی یہ کہ میرے بیٹے کو تعلیم دینا، دوسرا یہ کہ جب تک میرا لڑکا زندہ رہے اسے دنیاوی ضروریات کا محتاج نہ رہنے دینا۔ تیسرے یہ کہ وقت نزع میرے بیٹے کو پاس آ کر اس کی مغفرت کے لئے دعا کرنا تیری دعا مستجاب ہو گی۔ میری یہ بدمزاج بیوی میرے مرنے کے بعد دوسرا شوہر کرے گی میرا یہ ایک ہی لڑکا ہے جس کا نام محمد عرف مُدر ہے۔ یہ یتیم رہ جائے گا ایسا نہ ہو کہ یہ خراب ہو جائے، اسے اپنی سرپرستی میں رکھنا۔ آپ نے اپنے استادِ محترم کی وصیت کو قبول کر لیا۔'' (۳۲)

استادِ محترم کی ان بشارات و وصایا سے عیاں ہو گیا کہ اللہ رب العزت نے آپ کی ذات گرامی کو ولادت باسعادت سے ہی دینی، دنیاوی اور روحانی اعتبار سے بلند مقام مرتبہ پر فائز کیا ہوا تھا۔ اس بڑھ سے کر ان کے مقام کی اہمیت اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے درویش صفت اور ولئی کامل استاد نے اپنے ہونہار متعلمِ رشید کی قابلیت کو دیکھ کر اپنے

فرزند کی تربیت کے لئے آپ کا انتخاب کیا۔اوراس کے مستقبل کی باگ ڈور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی باوجود اس کے کہ ان کے بیسیوں اور بھی لائق وفائق تلامذہ موجود تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے خاندانی لوگ موجود ہوں گے مگر سبھی کچھ ہونے کے باجود انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے قابل فخر شاگرد پر اعتماد کر کے اس شاگرد کی عظمت وشان کو زمانے میں چار چاند لگا دئے۔

آنے والے دور میں چشم فلک نے اس بات کا خوب نظارہ کیا کہ حاجی صاحب نے جو جو بشارتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دی تھیں وہ بعینہٖ پوری ہوئیں۔اور تاریخ نے ان باتوں کو بھی اپنے اوراق کی زینت بنایا جو آپ نے اپنے محسن ومربی استاد گرامی کی وصیت کے مطابق پوری کر کے دیکھائیں۔آپ کا یہ عمل آج کے طالب علم کے لئے ایک عمدہ مثال ہے کہ اساتذہ کے حکم کی بجا آوری کتنی ضروری ہے اور استاد کے اعتماد پر پورا اترنا اور وہ بھی اس وقت جب استاد اس جہان فانی میں موجود بھی نہ ہو کتنا اہمیت کا حامل ہے۔

اعلیٰ تعلیم کا حصول:۔

قرآن پاک اور حدیث پاک کے میں علم کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔اور بالخصوص حصول علم پر بڑا زور دیا گیا۔جب ہم قرآنی آیات اور احادیث مبارکات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں اپنے ماننے والوں کو حصول علم کے لئے کس خوبصورت انداز میں جذبہ فراہم کرتے ہیں۔

سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (۳۳)

ترجمۃ:

اے محبوب ﷺ آپ فرمادو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔

سورۂ یوسف میں ہے:

﴿فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ﴾ (۳۴)

ترجمۃ:

ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔

اسی طرح حدیث پاک حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ روایت ہے:

((قال رسول الله ﷺ من سلک طريقا يلتمس فيه علما سهّل الله له طريقا الى الجنة))(۳۵)

ترجمہ:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو علم حاصل کرنے کے لئے کہیں جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف حفظ قرآن پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ دیگر عصری علوم کے حصول کے لئے بھی سرگرداں رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی، فارسی کی تعلیم کے عصری لحاظ سے تقریباً تمام علوم پر دسترس حاصل کی اور برصغیر کے بڑے بڑے جید اور مستند علماء اور فضلائے وقت سے کسب فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے جو اپنے وقت کے عظیم علماء ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مشائخ بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان پاکان بارگاہ الٰہی کی مساعئ جمیلہ اور انتہائی روحانی توجہ کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت جلد عصری علوم اور روحانی علوم کے حصول میں رفعتوں کی بلندیوں پر متمکن ہو گے۔ اور یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر عرصہ کے اندر شریعت و طریقت کی منازلِ سلوک کی تکمیل کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مختلف علاقوں کے اسفار کئے اور مختلف اساتذہ اکرام سے علم کی تشنگی بجھائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تونسہ شریف، لانگھ، کوٹ مٹھن اور اوچ شریف کے عظیم تعلیمی مراکز کے مہربان اور شفیق معلمین سے تعلیم حاصل کی۔

بگی مسجد تونسہ شریف آمد:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد محترم قبلہ حاجی صاحب کے حکم پر کوہ درگ سے مزید تعلیم کے لئے تونسہ شریف کا قصد کیا۔ اور تونسہ شریف کے بازار میں موجود بگی مسجد کے درویش منشاء معلم میاں حسن علی صاحب سے قرآن پاک کے آخری پندرہ پارے حفظ کرنے کے بعد انہی سے فارسی کی ابتدائی چند کتب پڑھیں۔

مناقب المحبوبین کے مصنف نے لکھا ہے:

”آپ کوہ درگ سے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے تونسہ شریف آگئے اور میاں حسن علی صاحب کے مدرسے پہنچے مسجد سفید جسے بگی مسجد بھی کہتے تھے اور جو تونسہ شریف کے بازار میں واقع تھی، وہاں میاں حسن علی صاحب سے پڑھنا شروع کیا۔۔۔۔۔۔اس جگہ آپ نے فارسی کی چند کتابیں پڑھیں۔ حضرت غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مجاز میں غلام رسول خاں کے استاد مولوی محمد افضل سے منقول ہے کہ میں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے حال میں تونسہ شریف میں میاں حسن علی صاحب سے عطار نامہ کا سبق لیتے تھے۔ ہم دونوں ہم سبق تھے۔ حضرت

صاحب اُن دنوں کبھی کبھی مجذوبوں کی طرح آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے، جب سبق لیتے تھے تو ایک ایک ورق لے لیتے تھے۔'' (۳۶)

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی آپ کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''میاں صاحب آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔اس جگہ آپ نے فارسی کی چند کتابیں پند نامہ خواجہ عطار، گلستان سعدی، بوستان سعدی وغیرہ پڑھیں۔'' (۳۷)

یہاں پر چند ایک باتوں معلوم ہوئیں۔ایک تو یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن کے بعد عصری علوم کی جستجو کی اور ابتدا کے طور پر اپنے حفظ کے استاد سے ہی کسب فیض کرنا شروع کیا۔دوسرا یہ کہ عربی کے ساتھ ساتھ فارسی علوم کی طرف بھی لگاؤ رکھا۔تیسرا یہ کہ ابتدائی عمر شریف میں ہی روحانی منازل کی طرف گامزن تھے۔چوتھا یہ کہ دیگر طلباء کے مقابلہ میں آپ عصری علوم کی تکمیل میں کس طرح سرعت پسند تھے یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیگر طلباء سے زیادہ سبق لیا کرتے تھے۔

تونسہ کی وجہ تسمیہ:۔

تونسہ شریف پاکستان کا پرانا اور تاریخی شہر ہے یہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازیخان کی تحصیل ہے کوہ سلیمان کے پہاڑی سلسلہ کے ساتھ ساتھ آباد ہے اس کے جنوب کی جانب خیبر پختونخواہ کا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی، غلام علی خان عتکانی کی تحقیق کی مطابق تونسہ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں:

''یہ ایک ریت کا ٹیلہ تھا۔شدت کی گرمی پڑتی۔باؤ گولے چلتے اور پانی کا نشان تک نہ تھا،لوگ پیاس سے پرہو جاتے ''تونس'' پیاس کو کہتے ہیں۔اور تونسہ بمعنی پیاسا۔اسی پیاس کی نسبت سے اس کا نام تونسہ پڑ گیا یہاں سے کافی دور ایک کنواں ''زنبوالہ'' اس وقت موجود تھا۔جہاں سے لوگ پانی بھر بھر کے لآتے۔'' (۳۸)

مسجدِ لانگھ:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں حسن علی صاحب سے فارسی کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد تونسہ شریف سے پانچ کوس پر واقع موضع لانگھ کی مسجد میں میاں ولی محمد صاحب کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور وہاں پر بھی فارسی کی مزید کتب کی تعلیم حاصل کی۔

محمد حسیب القادری لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ لانگھ چلے گئے اور میاں ولی محمد صاحب کے درس میں شامل ہو گئے۔موضع

لانگھ تونسہ شریف سے جانب مشرق پانچ کوس پر واقع تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فارسی کی درسی کتب کی تعلیم حاصل کی'' (۳۹)

ابتدائی دونوں میں دارالعلوم سے حاصل کردہ تعلیم کو دیکھا جائے تو عیاں ہوتا ہے کہ برصغیر میں تیرھویں صدی ہجری میں فارسی تعلیم کی طرف علماء ومشائخ کا رجحان کس حد تک زیادہ تھا،اوراس دور کے اساتذہ اپنے تلامذہ کو اس لئے فارسی کی تعلیم کی طرف متوجہ رکھتے تھے کہ اس دور میں اکثریت سے منطق اور فقہ کی کتب فارسی زبان میں تھی کیوں کہ برصغیر میں زیادہ تر علماء ومشائخ ایران بخارا وسمرقند وغیرہ سے ہجرت فرما کر آئے تھے اوران کے پاس عموماً عربی اور فارسی نصابی کتب کا ذخیرہ تھا اس لئے اس دور میں زیادہ توجہ فارسی پر دی جاتی تھی تا کہ طلباء ان منطقی وفقہی کتب کو بآسانی سمجھ سکیں۔

کوٹ مٹھن:۔

لانگھ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کی تعلیمی پیاس نہ بجھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے تمنائی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کا سفر جاری رکھا۔آپ کی اگلی منزل کوٹ مٹھن تھی جو ڈیرہ غازیخان کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔وہاں آپ نے شہباز چشت نور زماں قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص قاضی محمد عاقل کے دارالعلوم میں تعلیم حاصل کی۔

نافع السالکین کے مصنف لکھتے ہیں:

''آپ کوٹ مٹھن چلے گئے۔اس وقت کوٹ مٹھن میں حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ قاضی محمد عاقل صاحب اوران کے صاحب زادے احمد علی صاحب نے ایک دارالعلوم قائم کر رکھا تھا یہاں علوم دینیہ کی انتہائی تعلیم دی جاتی تھی۔یہاں آپ نے منطق اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔'' (۴۰)

خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض:۔

آپ نے بیعت ہونے کے بعد اپنے شیخ برحق سے بھی تعلم حاصل کی چونکہ آپ کے شیخ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک صوفی ہی نہ تھے بلکہ اپنے وقت کے ایک عظیم عالم،محدث،مفسر اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بڑے منطقی بھی تھے۔لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری تعلیمی کتب اپنے شیخ سے پڑھیں۔

نافع السالکین کے مصنف نے لکھا ہے:۔

''تصوف کی بعض کتابیں آداب الطالبین،فقرات،عشرہ کاملہ،نصوص الحکم وغیرہ اپنے شیخ قبلہ عالم سے پڑھیں'' (۴۱)

اس طرح آپ کی عصری تعلیم کے مراحل پایہ تکمیل کو پہنچے۔اور آپ ایک اجل عالم دین، داعئ شریعت اور عظیم مبلغ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے طور پر زمانہ بھر میں مشہور ہوئے اس بات کا شہرہ برصغیر کے طول وعرض میں ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے اپنی روحانی تعلم وتربیت کے لئے خود کو مصروف عمل کر دیا۔اور ایک ایسے مرد کیمیا گر کی جستجو میں سرگرداں ہو گئے جو آپ کو شریعت کے بعد طریقت، حقیقت اور معرفت کی پہچان کرواسکے۔بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میدان میں کامیاب وکامران ہو گئے۔انہیں ان کی منزل مل گئی اور مطلوبہ مرد کامل مل گیا جس کی نگاہ لطافت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فخر الاولیاء کہلائے۔یہاں تک وقت کے قطب الاقطاب اور غوث الاغیاث کے مقام پر فائز ہوئے۔

شرف بیعت:۔

بیعت شرعی کا حکم قرآن وحدیث دونوں میں آیا ہے قرآن پاک میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ﴾ (۴۲)

ترجمہ:

بے شک وہ جنہوں نے آپ سے بیعت کی انہوں نے درحقیقت اللہ سے بیعت کی۔

حدیث پاک میں ہے:

((من مّات لیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة)) (۴۳)

ترجمہ:

جو (اس حالت میں) مرا کہ اس کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہوئی وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس حکم شریعت کے ضمن میں آپ نے بھی اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے بیعت کے شرف کو پایا اور قرآن وحدیث اور اجماع امت کے حکم کو قائم رکھا۔

شیخ طریقت:۔

شریعت کے بعد اہل تصوف کے نزدیک اگلا مقام طریقت ہے گویا کہ طریقت کی بنیاد شریعت ہے۔ اگر کوئی صوفی شریعت کی تعلیمات حاصل کئے بغیر طریقت کا سالک بنے وہ صوفی نہیں بلکہ متصوف ہے۔لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

ڈاکٹر محمد حسین للٰہی آپ کے شیخ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ نے:

''خواجہ نور محمد مہارویؒ کی بزرگی اور روحانیت سے متاثر ہو کر بیعت کی استدعا کی۔ خواجہ نور محمد مہارویؒ نے آپ کے استدعا کو قبول فرما کر آپ کو بیعت کیا۔'' (۴۴)

منظر بیعت:۔

بیعت کا سلسلہ تو حضرات صحابہ علیہم الرضوان سے چلا آ رہا ہے۔ ہر دور میں تمام اہل تصوف کے ہاں بیعت کے لئے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کا طریقہ کار مختلف رہا ہے۔ مگر آپ کا بیعت کا منظر دیکھا جائے تو سب سے جداگانہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ عموماً ہوتا یہ ہے کہ سالک طلب شیخ کا ارادہ لے کر گھر سے نکلتا ہے۔ مگر آپ طلب بیعت کی بجائے خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تبلیغ کرنے نکلے تھے۔ مگر جب آپ کے سامنے پہنچے تو کایا ہی پلٹ گئی اور آناً فاناً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ ہو گئے اور بیعت کی استدعا کر کے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہو گئے۔

مناقب المحبوبین کا مصنف رقم طراز ہے:

''حضرت غوث زمانؒ جن دنوں کوٹ مٹھن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے حضرت قبلہ عالم حسب معمول اوچ شریف تشریف لائے جب یہ خبر کوٹ مٹھن پہنچی تو قاضی عاقل محمد صاحبؒ اور ان کے فرزند قاضی احمد علی صاحب مدرسہ کے طالب علموں اور درویشوں کو ساتھ لے کر حضرت قبلہ عالم کی زیارت کے لئے اوچ روانہ ہوئے۔ آپ بھی اس قافلہ کے ساتھ تھے۔ حضرت غوث زمانؒ اگرچہ ابھی طالب علم تھے مگر آپ کا پاس شریعت بدرجہ کمال کا تھا۔ جسے بے شرع دیکھتے رنجیدہ خاطر ہوتے اور حتی المقدور امر بالمعروف کرتے۔ آپ نے یہ سنا ہوا تھا کہ حضرت قبلہء عالمؒ سماع کے قائل ہیں اور رقص و وجد بھی کرتے ہیں۔ اپنی کمر میں خنجر باندھ کر روانہ ہوئے اور دل میں یہ ارادہ کیا کہ حضرت قبلہء عالمؒ سے احتساب کریں گے اور پھر انہیں سماع سے منع کریں گے۔ اوچ شریف پہنچ کر حضرت غوث زمانؒ جب حضرت قبلہء عالم کی مجلس میں پہنچے تو اس وقت سماع جاری تھا اور آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص مقبول نامی حالت وجد میں تھا۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ مجلس میں اعلانیہ مسئلہ سرود پر بحث مناسب نہیں! خلوت میں بحث کی جائے گی۔ اتنے میں شور ہوا کہ مخدوم نوبہار شاہ سجادہ نشین اوچ شریف حضرت قبلہء عالم سے مرید ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔ حضرت غوث زمانؒ کے دل میں خیال آیا کہ یہ درویش شائد جادوگر ہے کہ سحر و جادو سے لوگوں کو مسخر کرتا ہے۔ اتنے میں حضرت قبلہء عالمؒ اٹھے اور حضرت سید جلال الدین بخاریؒ کی درگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر مخدوم صاحب کو بیعت کیا جب تمام لوگ اٹھ

کر چلے گئے۔تو غوث زماںؒ بھی اٹھے۔حضرت قبلہء عالمؒ کی نگاہ جونہی آپ پر پڑی اچانک آپ کا ہاتھ پکڑا اور خانقاہ میں لے گئے۔انہیں نہ اتنی طاقت تھی نہ ہوش تھا کہ منہ سے کچھ بولیں حضرت قبلہء عالمؒ نے روضہ مبارک کے اندر جا کر مزار مبارک کے سرہانے آپ کو بیعت کرلیا۔" (۴۵)

آپؒ کے اس واقعہ بیعت سے چند ایک اہم باتیں عیاں ہوتی ہیں:

پہلی بات تو یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع سے ہی شریعت کی پاس داری رکھتے تھے،اور بے شرع معاملات سے آپؒ چڑتے تھے اور افسردہ ہوتے تھے۔اور یہ کہ ہر ممکن کوشش کرتے کہ غیر شرعی کاموں کو روکا جائے۔

دوسرا یہ کہ آپ کے اندر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔جس کی مقدور بھر دعوت و تبلیغ بھی کرتے تھے۔

تیسرا یہ کہ جو مرد درویش سلوک شریعت کی منازل طے کرنے کے بعد نیّر افک طریقت ہو کر تابانی بکھیرتا ہے تو جب کوئی تاریک راہوں میں گم ہوتا ہے تو اس مرد درویش کی ایک نظر ہی اس گم گشتہ مسافر کو منزل کا پتہ بتا دیتی ہے۔اور یہ کہ مرد حق کی نظر جب اٹھتی ہے تو بڑے بڑے طریقت کے شاہسوار بن جاتے ہیں۔

کچھ ایسا ہی معاملہ جہاں بھی پیش آیا کہ دیا اور دیے میں بتی تو موجود تھی مگر اسے روشن کرنے والے کی تلاش تھی کہ کوئی ایسا ملے جو اپنے دیے سے اس دیے کو ایسا روشن کرے کہ پھر کبھی اس سراج طریقت کی تابانیاں کم نہ ہونے پائیں تو پھر حضرت قبلہء عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روشن کردہ اس سراج طریقت سے آج تک لوگ ظلمتوں میں روشنیاں حاصل کر رہے ہیں اور تا ابدالاباد ایسا چلتا رہے گا۔

حصول علم اور شیخ کا حکم:۔

آپ کے شیخ طریقت نے آپؒ کو ہمیشہ علم حاصل کرنے کی ترغیب دی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے ہر حد تک جانے کا درس دیا۔

سیّد جمیل احمد رضوی رقم طراز ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم کے بیعت ہوئے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

"اے میاں! جہاں بھی علم حاصل کرتے ہو جاؤ پڑھو۔"لیا۔" (۴۶)

شیخ کی شادمانی:۔

ہر مرید جب کسی شیخ کا بیعت ہوتا ہے تو اسے بہت مسرت وراحت حاصل ہوتی ہے۔مگر اس مرید صادق کے بیعت ہونے کے بعد ان کے مرشد کامل کو اتنی مسرت وشادمانی ہوئی کہ برملہ انہوں نے مجلس میں موجود افراد

کو حکم فرمایا کہ ہمیں مبارک دو کہ ہم نے بہت عظیم مرید کو بیعت کیا ہے۔

خواجہ محمد سلیمان تونسوی کا مصنف رقم طراز ہے:

''روائت ہے کہ آپ نے مولوی محمد حسین صاحب سے فرمایا کہ ہم کو مبارک دو کہ وہ شہباز عقل جس کے لئے سال بسال ہم کو سفر کرنا پڑا تھا اب ہمارے دام میں آ گیا ہے۔'' (۴۷)

شیخ کی شادمانی کا سبب:۔

قابل فخر بات یہ ہے کہ سلسلۂ بیعت تو دور نبی کریم ﷺ سے چلا آ رہا ہے۔ مگر جب خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوتے ہیں تو مرشد کریم کیوں فرماتے ہیں کہ مجھے مبارک دو کہ ایک شہباز بے مثال ہم نے دام کر لیا ہے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے کہ انہوں نے ایسا فرمایا۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرشد مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بشارت فرمائی تھی۔

حیات سلیمان کا مصنف لکھتا ہے:

''حضرت مولانا فخر الدین دہلوی نے (جو کہ قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کے پیر روشن ضمیر ہیں) مرید باصفا سے فرمایا کہ ایک شہباز بلند پرواز کوہستان سلیمان سے اترے گا وہی ملک سلیمان کا وارث ہوگا۔ اس کو تلاش کرو۔ اور جتنا ہی جلد ہو سکے اس شکار کو ہاتھ میں لاؤ۔ اس لئے آپ ہر سال مغرب کا سفر کرتے۔'' (۴۸)

یہی وجہ تھی کہ جب وہ گوہر مراد حاصل ہو تو آپ کو انتہائی خوشی ہوئی جس پر آپ نے مولوی محمد حسین صاحب سے فرمایا تھا کہ مجھے مبارک دو۔ کہ ہم نے شہباز عقل کو قید کر لیا۔ اسی سبب سے آپ کی خوشی دیدنی تھی۔

خرقۂ خلافت کا اعزاز:۔

جب انسان کو کسی کامل کی سنگت مل جاتی ہے تو وہ سنگت اس کی زندگی کے روز و شب بدل کر رکھ دیتی ہے۔ اچھے آمی کی قربت برے کو بھی اچھا کر دیتی ہے۔ اور اچھا بھی قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہو تو بہت جلد محمد سلیمان کو شاہ محمد سلیمان اور شہباز طریقت اور غوث زماں کے مقام و مرتبہ پر فائز کر دیتی ہے۔

حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذوق و شوق کا تو پہلے ہی غلبہ تھا مگر حضرت مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے بعد تو اس میں اتنا نکھار آ گیا کہ بڑے بڑے حیران رہ گئے کہ بہت ہی کم عرصہ میں مرشد کریم نے آپ کو ریاضت و مجاہدات کے تمام مدارج اور سلوک کی تمام منازل طے کروا دیں۔ اور صرف چھ برس کے قلیل وقت میں آپ کو مسند ارشاد پر متمکن کر دیا۔

نافع السالکین میں منقول ہے:

''چھ سال تک خواجہ تونسویؒ قبلہء عالمؒ سے باطنی استفادہ کرتے رہے۔قبلہء عالمؒ نے بھی بیش از بیش توجہات آپ پر مبذول رکھیں اور تھوڑے عرصہ میں تمام روحانی منازل طے کرا کر بائیس سال عمر میں اجازت وخلافت دے کر مسند ارشاد پر بیٹھنے کا حکم دیا۔حضرت قبلہء عالمؒ اپنی توجہ اور تربیت کے دوران فرماتے،

ایں طفلک در دریافت کردن وگرفتن چیزے از ما، مارا تعجب وحیران گرداینده، حق تعالیٰ ایں راچہ وسیع وپر حوصلہ نموده کہ ہر چیز بگیرد استعداد وقابلیت فوق آں داشتہ باشد،

اس لڑکے نے روحانی اسرار اور نعمت الٰہی کے حاصل کرنے میں ہم کو متعجب وحیران کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسے کس قدر وسیع حوصلہ بنایا ہے۔کہ جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کی استعداد اور قابلیت اس سے کئی درجہ بڑھ کر ہوتی ہے۔'' (۴۹)

مرید اوّلین:۔

جب حضرت مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور بحکم مرشد تونسہ شریف میں شریعت وطریقت کی دعوت وتبلیغ میں مصروف عمل ہوئے تو بہت سے تشنگان راہ حق نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت روحانی کی۔

نافع السالکین کے مصنف نے مزید لکھا ہے:

''سب سے پہلے آپ سے شیخ جلال الدین چشتی اور خلیفہ اعظم مولانا محمد باراں صاحب نے بیعت کی'' (۵۰)

اس کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی روحانی تعلیمات اور فیض وکمال کو شہرہ دنیا کے طول وعرض تک محیط ہو گیا اور بندگان خدا ذوق وشوق سے سنگھڑ (تونسہ شریف) آکر آپ کے سلسلہء چشتیہ نظامیہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔

رشتہء ازدواج سے منسلکی:۔

اللہ رب العزت نے فطرت انسان میں یہ بات رکھی ہے کہ مرد وزن کے درمیان عقد نکاح کا پاکیزہ تعلق قائم کیا ہے۔قرآن پاک میں ہے:

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (۵۱)

ترجمہ:

تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔

اس آیت کے اندر خالق کائنات نے مردوں کو عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا آپ کی والدہ ماجدہ بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا نے بھی اس آیۂ کریمہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے فرزند بے مثل کی شادی کا اہتمام فرمایا۔

علامہ نجم الدین سلیمانی لکھتے ہیں:

''جب (آپ) گڑ گوجی میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی شادی کا انتظام کیا۔ چنانچہ عمر خان جعفر کی صاحب زادی بی بی صاحبہ سے آپ کا عقد ہوا۔ حضرت بی بی صاحبہ حضرت غوث زماںؒ سے بیعت تھیں۔ اپنے زمانے کی صالحات میں سے تھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت، دلائل الخیرات، تہجد، اشراق، چاشت اور وظائف اور پاس انفاس اور وقوف قلبی میں سرگرم و شاغل رہتی تھیں۔ اندرون خانہ انہوں نے لنگر بھی جاری کیا ہوا تھا۔ جہاں صدہا عورتیں روٹی کھاتی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بی بی صاحبہؒ کے علاوہ اور بیویاں بھی تھیں مگر اولاد صرف حضرت بی بی صاحبہؒ سے تھی'' (۵۲)

اولادِ امجاد:۔

اولاد اللہ سبحانہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ وہ انسانی خواہش جس کے لئے انبیاء بھی دربار الٰہی میں عرض گزار رہے اور اللہ تعالیٰ سے اولاد طلب کرتے رہے۔ سورہ ال عمران میں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے متعلق ہے:

﴿قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً﴾ (۵۳)

ترجمہ:

کہا (زکریا) نے اے میرے رب مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا کر۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اولاد کی نعمت سے نوازا اگرچہ تین بیٹے اور ایک بیٹی دی مگر ان میں تینوں بیٹے آپ کی حیات ظاہری کے اندر ہی آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔

نجم الدین سلیمانی آپ کی اولاد کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''آپ کے تین بیٹے تھے اور ایک بیٹی۔ سب سے بڑے لڑکے حضرت خواجہ گل محمدؒ تھے۔ دوسرے حضرت خواجہ درویش محمدؒ، تیسرے حضرت خواجہ عبداللہ معصومؒ۔ بعض کہتے ہیں کہ چوتھا لڑکا بھی تھا جو بچپن میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کا نام احمد تھا۔ آپ کی بیٹی کا نام آمنہ بی بیؒ تھا۔ ان کی شادی عبدالرحمٰن بن ابراہیم خان سے ہوئی جو حضرت صاحب کے خواہرزادہ (بھانجے) تھے۔ آمنہ بی بیؒ صاحبہ کے بطن سے دو بیٹے ہوئے۔ بڑے میاں قادر بخش صاحب اور (دوسرے) میاں خیر بخش صاحب تھے۔'' (۵۴)

وصال:۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر ذی روح چیز نے ایک دن اس جہان فانی سے کوچ کرنا ہے اور اپنے رفیق اعلیٰ کے حکم کے مطابق اس جہان کو چھوڑنا ہے۔ اسی امر ربی کے مطابق حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس جہان رنگ و بو میں فریضہ کما حقہ ادا کرنے کے بعد اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف اس کی ملاقات کا قصد کیا جوان کے وصال کی صورت میں تھا۔

انکے وصال کا منظر ''دیدار حضرت سلیمان تونسوی'' کا مصنف یوں لکھتا ہے:

''آخری وقت آیا کہ مظہر رحمت رفیق اعلیٰ سے جا ملیں۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے یہ شعر آپ کی زبان پر تھا

آہن کہ بپارس آشنا شد　　فی الحال بصورت طلا شد

اور کسی وقت یہ شعر پڑھتے،

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　چراغِ مقبلاں ہر گز نمیرد

ماہ صفر کا چاند نمودار ہوا لوگوں نے اطلاع کی تو فرمایا خدا خیریت کرے۔ یکم صفر ۱۲۶۷ھ جمعہ کے دن آپ کو زکام کا عارضہ ہوا تین دن تک نا معلوم سی تکلیف ہوئی چوتھے دن تکلیف بڑھ گئی تاہم ورد و وظائف میں فرق نہ آیا۔۔۔۔ (جمعرات ۷ صفر ۱۲۶۷ھ ۸۴ سال کی عمر میں یہ نعمت عظمیٰ اپنا فرض ولائت پوری طرح سرانجام کر کے ظاہر طور پر دنیا سے چھین لی گئی) لیٹے تو آخری سانس اکھڑ کر روح قدسی اعلےٰ علیین میں جا ملی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' (۵۵)

مزار پر انوار:۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار انور آپ کے حجرہ مبارک میں تونسہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

جانشین مسند:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ارشاد کی خلافت کا تاج آپ کے پوتے حضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے سر پے رکھا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ تونسہ کے سجادہ نشین بنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کو اس مسند کی سجادگی کیوں نہیں ملی پوتے کو اس مسند کا وارث کیوں بنایا گیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے جن کا ذکر پیچھے اولاد امجاد کے عنوان میں ہو چکا۔ وہ

چاروں حضرت کی حیات طیبہ میں ہی وصال فرما گئے۔اور صرف ایک ہی بیٹے کی اولاد آگے اس خانوادہ کی پہچان بنی ۔کیونکہ باقی تینوں صاحبزادے شادی کیے بغیر ہی وصال فرما گئے۔

رسم سجادگی کے بارے میں حاجی نجم الدین سلیمانی یوں رقم طراز ہیں:

''حضرت غوث زماںؒ کے وصال کے بعد سوئم کے دن جب فاتحہ سوئم سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کو حضرت غوث زماں کے سجادہ پر بٹھایا گیا۔پہلے حضرت غوث زماںؒ کا کرتہ اور ٹوپی آپ کو پہنائی گئی پھر حضرت قبلہء عالمؒ کا روئی دار ٹوپ اس ٹوپی کے اوپر پہنایا گیا۔پھر اس ٹوپ کے اوپر میاں غلام نظام الدین صاحب دہلویؒ فرزند حضرت غلام نصیر الدین کالے میاں صاحبؒ نے سبز پگڑی اپنے دست مبارک سے باندھی ۔پھر خادمان اجمیر شریف نے حضرت خواجہ بزرگؒ کی درگاہ شریف کی پگڑی آپ کے سر پر باندھی۔اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کی درگاہوں کی دستاریں بالترتیب آپ کے سر پر باندھی گئیں اور یوں آپ رونق افروز تخت سلیمانی ہوئے۔''(۵۶)

خلفاء:۔

خلافت کا نظام نبی کریم ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی صحابہ اکرام علیہم الرضوان سے ہی چلا آ رہا ہے۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے خلیفہ، امیر المومنین وامام المتقین خلیفہء بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر بالترتیب، امیر المومنین وامام المتقین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، امیر المومنین وامام المتقین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، امیر المومنین وامام المتقین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بعد کے خلفائے اسلام ہیں۔

اسی طرح طریقت کے حوالہ سے بھی شروع سے ہے نظام خلافت کا سلسلہ قائم ہے۔ہر دور کے مشائخ نے اپنے حلقہء ارادت میں شامل ایسے مریدین جنھوں نے تعلیمات شیخ کو اپنا کر سلوک کی منازل کو جلد طے کیا اور زہد وتقویٰ میں کمال پایا تو شیوخ نے ایسے مرید صادق کو اپنی نیابت کا خرقہ زیب تن کروا کر اپنا خلیفہ مقرر فرما کر بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔

اسی طرح حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جو خود حضرت قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔انہوں نے بھی اپنی حیات طیبہ میں ایک کثیر تعداد میں اپنے مریدین میں سے ان پاکان بارگاہ کو اپنی خلافت کا خرقہ زیب تن کروایا۔

گو کہ آپ کے خلفاء کی ایک لمبی فہرست ہے اور ہر خلیفہ اپنے تئیں اعلیٰ مقام ومرتبہ رکھتا ہے مگر چند ایک خلفاء وہ ہیں جنہوں نے عالم اسلام میں بہت شہرت پائی ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ تونسویہ کو دوام بخشا۔ان میں مشہور نام

ذیل کے خلفاء کے ہیں۔

''خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ (یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند بھی ہیں۔اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ہی وصال فرما گئے تھے۔)

خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ (یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے بھی تھے اور جانشین خلیفہ بھی تھے۔)

مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ (یہ استاذ ہیں حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے۔)

مولانا محمد باران کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ (یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے پہلے مرید بھی تھے۔)

مولانا احمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ پیر سیال

خواجہ فیض بخش للہی رحمۃ اللہ علیہ

سید حافظ محمد علی خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ'' (۵۷)

الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کے تحقیقی مطالعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ ان کی حیات باکمال کا لمحہ بالمحہ خوف خدا اور اتباع سنت نبوی ﷺ اور فروغ شریعت میں بسر ہوا ہے۔فی زمانہ اگر دیکھا جائے تو بہت کم دیکھنے میں ملتا ہے کہ تصوف کے میدان میں ایسی بے مثل ہستیاں گزری ہوں۔مختصر یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں شریعت و طریقت کے اصول و ضوابط پر عمل پیرا ہونے میں یگانۂ روزگار تھے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) یوسف، ۱۲:۶

(۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الانبیاء، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۸۱ھ، ج ۲، ح ۶۰۸۔

(۳) افتخار احمد چشتی سلیمانی، تذکرۂ خواجگان تونسوی، چشتیہ اکادمی، فیصل آباد، ۱۹۸۵ء، ج ا، ص ۹۳۔

(۴) م.ن، خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، نول کشور پریس، لاہور، ۱۹۳۸ء، ص ۶۔

(۵) م.ن، خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۷۹۔

(۶) سلیمانی، حاجی نجم الدین، مناقب المحبوبین (مترجم)، چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۲۷۹۔

(۷) فیروز اللغات، زیر مادہ، ج.ع

(۸) افتخار احمد چشتی سلیمانی، تذکرۂ خواجگان تونسوی، ص ۹۳۔

(۹) فاروقی، سلطان احمد سیالوی، تذکرۂ اولیائے چشتؒ، ادارہ قمر الاسلام، لاہور، س.ن، ص ۲۱۰۔

(۱۰) محمد دین کلیم، چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۶۱۔

(۱۱) سلیمانی، حاجی نجم الدین، مناقب المحبوبین (مترجم)، ص ۲۷۹۔

(۱۲) سلیمانی، حاجی نجم الدین، مناقب المحبوبین (مترجم)، ص ۲۷۹

(۱۳) الصف، ۶۱:۶

(۱۴) افتخار احمد چشتی سلیمانی، تذکرۂ خواجگان تونسوی، ص ۹۴

(۱۵) قادری، محمد مسعود، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات، اکبر بک سیلرز، لاہور، س.ن، ص ۱۳

(۱۶) التحریم، ۶۶:۶

(۱۷) حاکم، محمد بن عبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الادب، دار الباز للنشر والتوضیح، مکہ مکرمہ، س.ن ج ۶، ح ۷۶۷۹۔

(۱۸) قادری، محمد حسیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، اکبر بک سیلرز، لاہور، س.ن، ص ۳۰۔

(۱۹) للٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین (مترجم)، شعاع ادب، لاہور، س.ن، ص ۱۲

(۲۰) ص، ۳۸: ۸۲۔۸۳

(۲۱) یوسف، ۱۲:۵

(۲۲) م.ن، خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۸۔

(۲۳) قادری، محمد حسیب، سیرت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۳۰۔

(۲۴) قادری، محمد حسیب، سیرت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۳۰۔

(۲۵) قادری، محمد حسیب، سیرت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۳۱۔

(۲۶) قادری، محمد حسیب، سیرت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۳۱۔

(۲۷) النجم، ۵۳:۳۹

(۲۸) دارمی، محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، کتاب البیع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۱ھ، جلد ۲، رقم الحدیث ۲۵۷۱۔

(۲۹) فاروقی، سلطان احمد سیالوی، تذکرۂ اولیاء چشت، ص ۲۱۱۔

(۳۰) قادری، محمد حسیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص:۳۲۔

(۳۱) قادری، محمد حسیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص:۳۳۔

(۳۲) سلیمانی، حاجی نجم الدین، مناقب المحبوبین (مترجم)، ص:۱۳۹۔

(۳۳) الزمر، ۳۹:۹

(۳۴) یوسف، ۱۲:۷۶

(۳۵) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ، جلد ۲، رقم الحدیث ۵۵۵۔

(۳۶) سلیمانی، حاجی نجم الدین، مناقب المحبوبین (مترجم)، ص ۱۴۰۔

(۳۷) افتخار احمد چشتی سلیمانی، تذکرۂ خواجگان تونسوی، ص ۹۵۔

(۳۸ نظامی، غلام فرید، ڈاکٹر، تذکرۂ شاہ نظام الدین، انجمن فروغ فنون اسلامی، ڈیرہ غازیخان، ۱۹۸۷ء، ص ۴۷۔

(۳۹) قادری، محمد حسیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۳۵۔

(۴۰) للّہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین، ص ۱۲۔

(۴۱) للّہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین، ص ۱۳۔

(۴۲) الفتح، ۴۸:۱۰

(۴۳) القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البیعت، مکتبہ سلفیہ، مدینۃ المنورہ، ۱۳۸۸ھ، جلد ۳، رقم الحدیث ۴۷۹۳۔

(۴۴)للّٰہی ،محمد حسین،ڈاکٹر،حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اوران کے خلفاء،اسلامک بک فاؤنڈیشن،لاہور ۱۳۹۹ھ،ص ۱۲۷

(۴۵)سلیمانی،حاجی نجم الدین،مناقب المحبوبین (مترجم)،ص ۱۴۳

(۴۶)رضوی،سید جمیل احمد،پنجاب میں سلسلۂ چشتیہ کی تجدید وارتقاء،دارالفیض گنج بخش،لاہور،۱۴۴۱ھ،جلد ۲،ص ۴۱

(۴۷)م.ن،خواجہ سلیمان،ص ۱۲۔

(۴۸)صالح محمد،مولوی،حیات سلیمان،چشتیہ کتاب گھر،تونسہ شریف،۱۹۵۶ء جلد اوّل،ص ۱۰۔

(۴۹)للّٰہی ،محمد حسین،ڈاکٹر،نافع السالکین،ص ۱۴۔

(۵۰)للّٰہی ،محمد حسین،ڈاکٹر،نافع السالکین،ص ۱۴۔

(۵۱)النسآء،۴:۳

(۵۲)سلیمانی،حاجی نجم الدین،مناقب المحبوبین (مترجم)،ص ۱۹۹۔

(۵۳)ال عمران،۳:۳۸

(۵۴)سلیمانی،حاجی نجم الدین،مناقب المحبوبین (مترجم)،ص ۲۰۰۔

(۵۵)خلیفہ،رحیم بخش،دیدار حضرت سلیمان تونسویؒ،چشتیہ کتاب گھر،تونسہ شریف،س.ن،ص ۳۱۔

(۵۶)سلیمانی،حاجی نجم الدین،مناقب المحبوبین (مترجم)،ص ۲۰۸۔

(۵۷)للّٰہی ،محمد حسین،ڈاکٹر،حضرت خواجہ شاہ سلیمان اوران کے خلفاء،ص ۱۸۹۔

باب دوم

خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور فروغ شریعت

خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور فروغ شریعت

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اس خطہ ارض پر رب کریم کا ایک احسان عظیم ہے کی انہوں نے تیرھویں صدی سے لے کر قیامت تک شریعت اسلام کی تجدید نو کی اور شرک و بدعت اور کفر والحاد کے تاریک دور میں توحید باری اور اتباع اسوۂ نبوی ﷺ کی وہ دائمی شمع فروزاں کی کہ جس کی تابانی میں آج بھی اہل اسلام کے لئے تیرگی میں منزل کا نشان پانے کے لئے روشنی موجود ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت مصطفوی ﷺ کے فروغ میں جو کردار ادا کیا۔ تاریخ صدیوں ایسے شریعت کے علمبردار کو ڈھونڈنے کے لئے سرگرداں رہے گی۔ کیونکہ جس ہستی نے اپنے بچپن سے لے کر حیات باکمال کی آخری سانس تک شریعت پر عمل اور اس کی پاسداری کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیمات کے فروغ کے لئے زندگی صرف کی ہو تو صدیوں تک ایسے مجدد شریعت وطریقت کو کیسے بھلایا جاسکتا ہے۔

کوئی بندۂ مومن اس وقت تک ایمان کامل کی لذتوں سے بہرہ مند نہیں ہوسکتا جب تک وہ دین اسلام کی تعلیمات کو اپنا نہیں لیتا۔ کیونکہ تعلیمات اسلام ہی کا نام شریعت ہے۔ یعنی وہ طریقہ زندگی جو ہمیں اللہ ورسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے اس پر عمل پیرا ہونا اور اسی تعلیمات کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالینا شرعی نظام کو اپنانے کے مترادف ہے۔

تعلیم شریعت چار اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۔ ایمان اور عقیدہ۔ یعنی توحید، رسالت، ملائکہ، کتب الہامیہ اور قیامت پر ایمان لانا۔

۲۔ عبادات۔ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ

۳۔ معاملات معاشرت۔ جیسے خرید وفروخت، نکاح، طلاق، عتاق، جہاد، حکومت، سیاست وغیرہ

۴۔ اخلاق وعادات، جذبات۔ یعنی شجاعت، سخاوت، صبر، شکر، حسن اخلاق وغیرہ

جب ان چہار اقسام تعلیمات شریعت کو حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں دیکھتے ہیں تو عیاں ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری حیات انہی تعلیمات شریعت پر عملدرآمد کرتے ہوئے اور ان تعلیمات کی ترویج واشاعت میں بسر کی۔

ایمان وعقائد کو فروغ:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک باعمل عالم اور صوفی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر ہمیشہ قرآن پاک کا یہ حکم رہا:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾(۱)

ترجمہ:

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور خود بھول جاتے ہو اور حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں۔

لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر وہ حکم شریعت جس کی دعوت و تبلیغ کی تو پہلے خود اس پر عمل کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کا محبوب و مقبول بن جائے تو اسے چاہئے کہ متابعت شریعت میں ظاہراً و باطناً کوشش کرے تا کہ وہ اللہ عزوجل کا محبوب و مقبول بن جائے'(۲)

تعلیمات توحید:۔

توحید کیا ہے؟ اللہ وحدہٗ لاشریک کو اس کی ذات،صفات اور صفات کے تقاضوں میں واحد و یکتا جاننا اور ماننا ہے۔قرآن پاک میں ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌO اَللّٰهُ الصَّمَدُOلَمْ يَلِدْOوَلَمْ يُوْلَدْOوَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌO﴾(۳)

ترجمہ:

اے محبوب ﷺ کہہ دو وہ اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔نہ وہ کسی کا باپ ہے۔اور نہ وہ کسی کا بیٹا۔اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ ذات،صفات اور صفات کے تقاضوں میں وحدہٗ لاشریک ہے۔اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔سورۃ محمد ﷺ میں ہے

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾(۴)

ترجمہ:

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ

یعنی معبود برحق صرف اور صرف ایک خدائے واحد ہی ہے۔باقی سب اس کی مخلوق ہیں۔اس کے سوا نہ تو کوئی عبادت کے لائق ہے اور نہ ہی کارساز و مالک کائنات اور خالق و پروردگار ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ اپنے حلقۂ ارادت میں شامل مریدین و متوصلین کو توحید باری تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا درس دیا۔محمد مسعود قادری لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو چاہئے کہ وہ دن رات اپنا محاسبہ کرے

،مراقبہ کرے زہد و ریاضت کرے اور اللہ عزوجل کی رضامندی کا طالب رہے سالک ان کاموں کو بجالاتے وقت خود پر نظر نہ رکھے۔ تاکہ اللہ عزوجل کی حقیقی معرفت کا حق دار ہو عارف معروف اور سبب اللہ عزوجل ہی ہے۔ نہ کہ کوئی اور امر۔" (۵)

توحید کی اقسام:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک توحید کی جو اقسام ہیں ان کے متعلق منتخب المناقب کا مصنف یوں رقم طراز ہے:

"ایک دن حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ کے حضور توحید کا ذکر ہوا۔ تو حضرت فخر الاولیاء نے فرمایا کہ میں نے کتاب میں لب لباب دیکھا کہ توحید اس سے عبارت ہے کہ سالک کونین میں مشہور نہ ہو سوائے حق تعالےٰ شانہٗ کے۔ اور توحید تین قسم ہے۔

۱۔ توحید شرعی اور یہ اثبات کرنا ہے۔ وحدت کا برحق کا

۲۔ توحید کشفی اور یہ اثبات وجوب ہے خاص برحق کا

۳۔ توحید عقلی اور یہ اثبات وجوب ہے برحق کا اور اس کے غیر کے وجوب کی نفی ہے۔" (۶)

آپ کی قائم کردہ ان اقسام توحید سے معلوم ہو کہ اس کائنات کے نظام کو ترتیب دینے والا اور اس کے روز وشب کی گردش دوراں کا قبضہ ایک ہی ذات کے ہاتھ میں ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی کے وحدت ہے کہ اتنے عرصہ سے یہ نظام کائنات ایک مکمل اور دائمی طور پر رواں دواں ہے۔ لاتعداد صدیاں بیت جانے کے باوجود ایک لحہ کے لئے بھی اس نظام میں کبھی فرق نہیں آیا اور نہ کبھی آئے گا۔

اور یہ کہ اس کائنات میں ہر چیز کے اندر اسی خالق ارض وسماء کی قدرتوں کی جلوہ گری آشکارا ہے جیسے کسی چیز کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی شان وشوکت اور مرتبہ وکاریگری کی طرف خیال جاتا ہے بعینہٖ زمین وآسمان، شمس وقمر ،ستارے وسیارے، لیل ونہار الغرض لاتعداد مخلوقات کے نظارے سے ایک ہی کارساز کی واحدانیت پر توجہ مرکوز ہو جاتی ہے جو یقیناً اللہ تعالیٰ ہے۔

اور یہ کہ جب ایک سالک توحید کی مے کے نشے میں گم ہو جاتے ہے تو پھر اس کے سامنے صرف ایک ہی تصور رہ جاتا کہ "لا الہ الا اللہ" کہ سب کچھ وہی اللہ ہے باقی سب کچھ اس کے ماسوا ہے اور اس کا محتاج ہے۔ یعنی سب کچھ کو بنانے والا ایک الہ ہے اور باقی سب اسی کے تابع ہیں۔

دعوت کلمہ حق:۔

نبی کریم ﷺ نے بحکم الٰہی اس کے دین متین کی دعوت وتبلیغ فرمائی اور امت کو بھی اس کی تبلیغ کا حکم ارشاد فرمایا: قرآن پاک میں ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾(۷)

ترجمہ:

اے رسول پہنچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

اگرچہ یہاں رب تعالیٰ نے بظاہر حضور ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ﷺ دین اسلام کی تبلیغ کریں لیکن آپ ﷺ کے توسل سے امت مصطفیٰ ﷺ کو بھی حکم ہے کہ وہ بھی ہر اس بات کی دعوت وتبلیغ کریں جس کے متعلق وہ جانتے ہیں۔

کیونکہ حدیث پاک میں حضور ﷺ نے تو باقاعدہ اپنے ہر امتی کو حکم دیا ہے کہ وہ دین کی ہر بات کی تبلیغ کریں۔

((عن وبن عباس عن النبی ﷺ قال تسمعون و یسمع منکم و یسمع ممن یسمع منکم))(۸)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگ مجھ سے سنتے ہو پھر ان لوگوں سے سنی جائیں گی جنہوں نے تم سے سنیں۔

اس حدیث میں سماعت وتبلیغ حدیث کے سلسلہ کو ہمیشہ جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی حضرات صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے آنے والے دور کے مسلمانوں کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہوا ہے کہ آج صحابہ رضی اللہ عنہم حدیث کی سماعت کر رہے ہیں کل صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعد کے لوگ اور پھر ان کے بعد والے اور پھر ان کے بعد والے لوگ اس سلسلے کو جاری رکھیں گے۔

تو پھر خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں تبلیغ شریعت کا بیڑہ اٹھایا اور برصغیر ہی نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں توحید کے پیروکار پیدا فرما دیئے۔ کل تک جو کئی خداؤں کے پجاری تھے آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے مستفیض ہو کر توحید کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔

شیخ غلام محمد نظامی بحوالہ مشائخ چشت لکھتے ہیں:

''لاکھوں گم کردہ راہوں کو آپ کے وجود مسعود سے دولت عرفان نصیب ہوئی۔ اور تقریباً ایک لاکھ کفار آپ کے دست حق پرست پر ایمان لائے۔ آپ کی ان زریں اسلامی خدمات کو دیکھ کر آپ کے معاصر سر سید احمد خان بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ بادشاہ سلیمان کی اسلامی شہرت نے قاف سے لے کر قاف تک کو گھیرے میں لے لیا ہے۔''(۹)

ایمان بالرسالت کا فروغ:۔

توحید کے بعد عقیدۂ رسالت ہے۔یعنی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک تمام انبیاء کو برحق اور سچ ماننا۔اور بالخصوص تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم رسالت وختم نبوت کو دل وجان سے قبول کرنا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توحید کے بعد تا حیات حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی تعلیمات بھی دیں اور عقیدہ ختم نبوت ﷺ کا دفاع بھی کیا۔اور اپنے خلفاء ومریدین کو ہمیشہ اس کے دفاع کی تلقین بھی کی۔تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی گستاخ نے عقیدہ ختم نبوت ﷺ سے بغاوت کی تو سب سے پہلے آپ کے سلسلہ کے مریدین نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور منکرین ختم نبوت کی بھرپور سرکوبی کے لئے میدان عمل میں آئے۔

اس کے ساتھ ساتھ عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشیں بے مثال ہیں۔اور قابل ستائش ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں میں عشق رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اور اس کے فروغ کے لئے تن دہی سے اپنا کردار کیا۔

کلام اللہ میں عشق رسول ﷺ کے متعلق ارشاد ربانی ہے

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾(۱۰)

ترجمۃ:

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

اس آیت کے اندر اللہ کریم نے امت مصطفےٰ ﷺ کو محبت محبوب ﷺ کا حکم فرمایا اور اپنی محبت کے حصول کا باعث بھی محبت رسول ﷺ کو قرار دیا ہے۔کیونکہ عشق نبی ﷺ ہی سب کچھ ہے بلکہ روح ایمان بھی ہے اور جان ایمان بھی۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عشق رسول کی ایسی قندیل روشن کی کہ جس کی روشنی سے آج تک کفر والحاد کی ظلمتوں میں بھٹکنے والے نشان راہ پا رہے ہیں اور قیامت تک پاتے رہیں گے۔

علامہ محمد مسعود قادری رقم طراز ہیں کہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''سالک اگر حضور نبی کریم ﷺ کی وراثت معنوی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہراً و باطناً پیروی کرنا ہوگی۔کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کے بغیر اس کا حاصل ہونا محال ہے۔اور اگر کوئی

حضور نبی کریم ﷺ سے متابعت کے بغیر اس کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہے اور اس کا اعتبار ہر گز نہیں کرنا چاہیے ۔شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دریں راہ جز مرد ِراعی نہ رفت گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت

محل ست سعدی کہ راہِ صفا تواں رفت جز در پے مصطفیٰ'' (۱۱)

سنت نبوی ﷺ کا فروغ:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات باکمال سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے سے عبارت تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اخلاق وعادات اور اقوال وافعال سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھے'' (۱۲)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کے متعلق محمد حسیب القادری لکھتے ہیں:

''آپ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کی پیروی کو دینی و دنیاوی کاموں میں ترقی کا ضامن ٹھہراتے ہیں'' (۱۳)

مزید محمد حسیب القادری رقم طراز ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حقیقت انسانی کا کمال جو کہ محبت کے رابطہ پر موقوف ہے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ہر گز حاصل نہیں ہو سکتا۔'' (۱۴)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان عالیشان سے معلوم ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت نبی ﷺ کی کتنی ضرورت واہمیت ہے اس فرمان سے یہ بھی عیاں ہوا کہ کوئی بھی اہل تصوف بغیر متابعت نبوی ﷺ صوفی ہونے کا دعویدار نہیں ہو سکتا بلکہ وہ سلوک کی منازل کو طے کرنا تو در کنار اس منزل کے راستے کا تعین تک نہیں کر سکتا۔اس لئے ان سجادگان مسانید اولیاء جو بڑی بڑی درگاہوں کی مسانید پر متمکن ہیں مگر سنت پر عمل تو ایک طرف سنت نبوی ﷺ کا صحیح علم تک نہیں رکھتے انہیں سوچنا ہو گا کی ان کے وہ اسلاف جن کی درگاہ کی سجادہ نشینی ان کے حصہ میں آئی ہے وہ کتنے متبع سنت تھے۔

آج اگر کوئی یہ خیال کرے کہ بلا عشق مصطفیٰ ﷺ قرب الٰہی کا سزاوار ہو جائے گا۔یہ محض اس کی ذہنی اختراع کے سوا کچھ نہیں۔بلکہ خود کو راہ حق سے دور کر کے راہ شیطان کا مسافر بنانے کے مترادف ہے۔یہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اوّلین تھا کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو بھی طالب آئے اسے خوف خدا کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ کے گوہر نایاب سے مزین کیا جائے۔جو بغیر تعلیمات شریعت کے ناممکن ہے لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات باکمال کے شب وروز فروغ عشق رسول ﷺ میں صرف کیے۔جس کی شاہد آج بھی اوراق کتب ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض

یافتہ لوگوں کی سیرت بتاتی ہیں کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ایسے عاشقان رسول ﷺ کا گروہ تیار کیا جنہوں نے ان کے بعد ان کی ڈگر پر چل کر دنیا کے کونے کونے میں عشق نبی ﷺ کی شمع فروزاں کی۔ جس کی تابانی آج نظر آ رہی ہے۔

قرآنی تعلیمات کا فروغ:۔

قرآن پاک صحیفہ برحق ہے اللہ رب العزت کا فرمان پاک ہے:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾"(۱۵)

ترجمہ:

نازل کی گئی آپ کی طرف کتاب سچائی کے ساتھ جو تصدیق کرتی ہے ان کی جو آپ کے پاس (پہلے سے) ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ذیشان ہے:

((خیر کم من تعلم القرآن و علمه))(۱۶)

ترجمہ:

تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

اس آیت اور حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ قرآن حق اور سچ کتاب ہے۔ اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لئے ان تھک کاوشیں کیں۔

یہاں تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کی بات ہے تو قرآن پاک کی تعلیم تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گٹی میں شامل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تو چار برس کی عمر میں ہی قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی تھی۔ اور چھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہی قرآنی تعلیم سے ہے۔

مدارس کا قیام:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی اور مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے مدارس قائم کیے۔ یہاں ہزاروں طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں خانقاہ تونسہ میں قائم دار العلوم میں پچاس اساتذہ پڑھاتے تھے۔

ڈاکٹر محمد حسین للہی لکھتے ہیں:

"علماء اور فقراء آپ کی خدمت میں آ کر مقیم ہوئے تو آپ نے پہلا کام اجرائے مدارس کا کیا"(۱۷)

سیرت سلیمان کے مصنف رقم طراز ہیں:

''مکھڈی بنگلہ، مولوی احمد کا بنگلہ، مدرسہ مولوی الٰہی بخش، مولوی شیخ احمد کا مدرسہ۔ یہ سب درس وتدریس کے الگ الگ حلقے تھے اور مجموعی طور پر پچاس استاد وہاں رہتے تھے۔ طلبہ اور اساتذہ سب کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر سے کھانا ملتا تھا۔ صرف طلبہ کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی۔'' (۱۸)

کتب سیر میں منقول ان باتوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شریعت مطاہرہ کی تعلیم کی ترویج واشاعت کے ذوق کا پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بندگان خدا میں کس قدر شریعت کی بجا آوری دیکھنے کے خواہاں تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تونسہ شریف میں پچاس سے زائد اساتذہ کا تعلیم وتربیت فرمانا اور ڈیڑھ ہزار سے زائد طلباء کا زیر تعلیم ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تونسہ شریف اس وقت سے آج تک تعلیمات شریعت و طریقت کا عظیم مرکز چلا آرہا ہے۔

ان کی عبادت وریاضت اور اس کا فروغ:۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے

۔قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (۱۹)

ترجمہ:

اور ہم نے انسان اور جن کو عبادت کے لئے پیدا کیا۔

حدیث پاک میں ہے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

(ماالاسلام قال الاسلام ان تعبدَ اللهَ ولا تُشركَ به) (۲۰)

ترجمہ:

یارسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔

اس آیت کریمہ اور حدیث طیبہ نے عیاں کر دیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد وحید اپنے خالق ومالک کے لئے آداب بندگی بجالانا ہے۔ اور یہ کہ اسلام کی روح اس معبود برحق کی عبادت گزاری میں اپنے لمحات زندگی بسر کرنا ہے۔ جب ہم حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات باکمال

عبادت وریاضت سے عبارت ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گزاری اور زہد وتقویٰ مثالی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مالک کی بارگاہ ایزدی میں اپنے صبح ومساء اس طرح بسر کرتے کہ انسانی عقل دیکھ کر دھنگ رہ جاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت بشر اپنے لئے راحت وآرام کے لئے جو لمحات وقف کرر کھے تھے۔وہ عصر حاضر کے نازونعمت سے پلے خانقاہوں کے متوالیان کے لئے ایک نمونہ ہیں کہ خانقاہ کا سجادہ نشین بننا آسان ہے اور خود کا اس کا اہل ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔اور یہ کہ اس اہلیت کو ثابت کرنے کے لئے کن کن مراحل عبادت وریاضت سے گزرنا پڑتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات شب وروز کے بارے میں ''فیضان پیر پٹھان'' کا مصنف رقم طراز ہے:

''عادت مبارکہ تھی کہ فجر کی سنتیں اپنے حجرے میں پڑھ کر مسجد تشریف لے جاتے با جماعت نماز فجر ادا فرماتے پھر تنہائی میں اپنے مصلّے پر بیٹھ جاتے اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتے اس کے بعد اشراق اور چاشت کے نوافل ادا فرماتے ،دلائل الخیرات پڑھتے اس دوران حجرہ بند رہتا صرف حاجت مندوں کو آنے کی اجازت ہوتی ۔پھر آپ ناشتہ فرماتے، پھر لوگوں کے درمیان تشریف لاتے تصوف کی کتب احیاء العلوم ،فوائد الفواد،فتوحات مکیہ،فصوص الحکم اور نفحات الانس کی تدریس کا سلسلہ ہوتا۔درس وتدریس سے فراغت کے بعد قیلولہ فرماتے نماز ظہر کے لئے بیدار ہوتے وضو کر کے نماز باجماعت ادا فرماتے اور اوراد و وظائف پڑھتے نماز عصر تک شرعی مسائل بیان کرنے کا سلسلہ ہوتا عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد اکثر مراقبہ اور استغراق میں مشغول رہتے۔نماز مغرب تازہ وضو سے ادا فرماتے پھر صلوٰۃ الاوّابین ادا فرماتے۔پھر حجرے میں تشریف لا کر کھانا تناول فرماتے۔اس کے بعد وعظ ونصیحت کا سلسلہ پھر ختم خواجگان پڑھتے البتہ رمضان مبارک میں ختم خواجگان بعد نماز عصر پڑھتے۔ نماز عشاء کے لئے تشریف لاتے اور باجماعت نماز ادا فرماتے۔عشاء کے بعد کسی سے بات چیت کرنا ناپسند فرماتے۔سونے سے قبل سرمہ لگاتے اور پھر آرام کے لئے لیٹ جاتے۔پھر تہجد میں بیدار ہو کر بارہ رکعت ادا فرماتے اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے نماز فجر کی ادیگی کے لئے مسجد تشریف لے جاتے۔سالہا سال تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی معمول رہا۔''(۲۱)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس روزانہ کے معمول نامہ سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت وریاضت کی توضیح ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اوقات کار عبادت پر کس حد تک پابندی کا اہتمام تھا۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے راحت و آرام کے لئے کتنا وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دے رکھا تھا اور عبادات کے لئے اور اس کے ساتھ تعلیمات شریعت کی درس وتدریس کے لئے کتنا وقت مقرر فرما رکھا تھا۔

فی زمانہ دیکھا جائے تو ناممکن ہے ایسا کوئی خانقاہ کا متولی ملے جس کے معمولات عبادت وریاضت ایسے ہوں جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔نماز، روزہ، تلاوت، تسبیح وتحلیلات، اورادووظائف کے پڑھنے میں عدم تسلسل تو بہت دور کبھی ان کے اوقات نامہ میں بھی تبدیلی نہیں ہوئی تھے۔جیسا کہ مصنف نے لکھا ہے کہ ''سالہا سال تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی معمول رہا۔'' یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری حیات اسی تسلسل سے ان معمولات میں گزری۔

خدمت خلق:۔

خدمت خلق ایک بندۂ مومن کے لئے خدارسیدی کی دلیل ہے۔کیونکہ بندے پر دوطرح کے حقوق ہیں،

۱۔حقوق اللہ

۲۔حقوق العباد

حقوق العباد کو شریعت اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔قرآن سنت نے حقوق العباد کی ادیگی پر بہت زور دیا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (۲۲)

ترجمۃ:

اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

اس سے پتہ چلا کہ بندگان خدا سے ہمیشہ دھیمے اور احسن انداز میں گفت وشنید کرنے اور خندہ پیشانی سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ بندگان الٰہی کی دلی تسکین کی فراہمی کا بڑا خیال رکھا۔عوام کو کھانا کھلانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری فرمانا، مصیبت زدہ کی دستگیری فرمانا محتاج کی حاجت روائی کرنا اور دردو آلام میں مبتلا لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عادات وخصائل میں سرفہرست تھا۔

نافع السالکین میں مذکور ہے:

''دودو ہزار تک صرف طالب علم صبح وشام آپ کے لنگر سے پیٹ بھرتے۔علاوہ ازیں اڑھائی اڑھائی ہزار مساکین کو آپ کے لنگر صبح وشام کھانا ملتا۔اگرچہ آپ کے ہمعصر مشائخ کے لنگر بھی بہت وسیع تھے۔۔۔۔۔ آپ کے لنگر کو چلانے کے لئے پورا ایک محکمہ تھا۔اور اس میں ضرورت کی ہر شے موجود رہتی تھی۔حجام، لوہار، موچی، آب کش، طبیب، منشی وغیرہ باقاعدہ ماہانہ تنخواہ پاتے تھے۔درویشوں کو کسی قسم کوئی تکلیف اور احتیاج باقی نہ رہی تھی۔لکھتے ہیں کہ طلباء اور اساتذہ کی دواؤوں کا خرچہ ایک ماہ میں اس زمانہ میں پانچ سو یا سات سو روپیہ نکلا۔منشی نے اطلاع دی تو آپ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا کہ اگر پانچ ہزار دوا پر خرچہ آئے تو مجھے اطلاع نہ کی

جائے۔کیا درویشوں کی جان کے مقابلہ میں روپیہ کی کچھ حقیقت ہے۔ ہر درویش کو تین پاؤ پختہ روٹی ملا کرتی تھی۔ چھ مہینے کے بعد کپڑے اور جوتا علاوہ ازیں ایک سیر تیل اور کچھ گھی ملتا۔علماء کو ایک سیر پختہ روزینہ، سیر بھر گھی ماہانہ، اور ایک سیر تیل ملتا،لباس چھ ماہ کے بعد ملتا،اس کے ساتھ ایک لنگی اور ایک گوسفند بھی ملتا۔''(۲۳)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جود و سخا کا چرچہ زبان زدہ عام تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اگر کوئی نظرانہ آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے غرباء و مساکین میں تقسیم فرمادیتے۔اور خود توکلت علی اللہ پر عمل کرتے۔

''چشتی خانقاہیں'' کا مصنف تحریر کرتا ہے:

''نواب بہاول خاں ثانی تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت خواجہ تونسوی کو آٹھ ہزار روپیہ نہایت عقیدت سے بھیجا۔آپ نے غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیئے۔''(۲۴)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جود و سخا مثالی تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے سے راحت و سکون محسوس کرتے اس عمل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دلی مسرت حاصل ہوتی۔اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ آنے والے نظرانے غرباء و مساکین میں منقسم کر دیتے۔

اخلاقیات کا فروغ:۔

قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ ارشاد فرما کر تمام امت مسلمہ کو اخلاق حسنہ پر کاربند ہونے کا درس دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ﴾(۲۵)

ترجمۃ:

اور بے شک تمہارے خوبو (اخلاق) بڑی شان کی ہے۔

اس آیت پاک نے تعلیم دی ہے کہ انسان کا اخلاق اعلیٰ ہونا چاہئے کونکہ جتنا کسی کا اخلاق اچھا ہوگا وہ شخص معاشرے میں اتنا ہی بلند مقام و مرتبہ کا مالک ہوگا۔

جب ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مطاہرہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رحمٰن و رحیم نے اعلیٰ اخلاق حسنہ کی دولت سے بہرہ مند فرما رکھا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اخلاقیات پر عمل کرتے اور اپنے حلقۂ ارادت میں آنے والے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مجلس میں بیٹھنے والوں کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اخلاقیات کو درس دیتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اخلاقی تعلیمات کے متعلق صاحب نافع السالکین لکھتے ہیں:

''فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ ہر کسی سے لطف واحسان اور خلق ومروت سے پیش آئے۔ کیونکہ حسد اور کینہ اور جھگڑا اعناد خدا تعالی کی راہ سے روکتا ہے اور درویشوں کی عمدہ عادات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اخلاق مزمومہ سے پاک ہوتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ دس درویش ایک کملی میں سما سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے۔ درویش سے وہ شخص مراد ہے۔ جس نے اپنی خودی دور کر دی ہو اور بے نفس ہو۔ اور بادشاہ سے مراد ہے جو کہ خود پرست ہو اور نفس کی خواہشات کے پیچھے اڑا ہوا ہو۔'' (۲۶)

مزید آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سالک کو چاہئے کہ لوگوں کا بوجھ اٹھائے اور حوصلے سے کام لے۔ کسی کو ناراض نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک کو خوش رکھے۔ کیونکہ لوگوں کو خوش رکھنا نزول رحمت کا باعث ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے،

((ارحموا ترحموا))

اور دوسروں پر رحم کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

چناچہ شیخ عطار قدس سرّہ نے فرمایا،

بردباری و وفاداری گزیں   تا شود اسپ مرادت زیر زیں

خاطر کس را مرنجاں اے پسر   ورنہ خوردی زخم بر جاں اے پسر'' (۲۷)

اس ملفوظ سے عیاں ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حسن اخلاق کی کتنی اہمیت ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سالک کے لئے اپنے ہم مذہب کے ساتھ تو حسن اخلاق کا درس دیا ہی ہے مگر غیر مسلم سے بھی حسن اخلاق سے پیش آنے پر زور دیا ہے۔ حافظ محمد سعد اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی نہائت وسیع المشرب، وسیع الخیال اور وسیع النظر بزرگ تھے۔ چشتیہ سلسلہ کے دیگر اکابر کی طرح ان کا عقیدہ بھی یہ تھا کہ بندوں سے خوش گوار تعلقات رکھے جائیں وہ اپنے مریدوں کو ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ اپنے مذہب، اپنے تمدن، اپنی شریعت پر قائم رہو لیکن ساتھ ہی ساتھ دوسرے مذہب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اپنے تعلقات میں کبھی بدمزگی پیدا نہ ہونے دو۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

سالک را باید کہ ہیچ کس رنج نرہد بلکہ ہمہ مخلوق صلح کند

سالک کو چاہئے کہ کسی کو رنج نہ پہنچائے بلکہ ساری مخلوق سے صلح رکھے شاہ صاحب ہمیشہ محبت، امن اور صلح کا درس دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلے کے بزرگوں کی ہدایت ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح رکھی جائے۔'' (۲۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمودمعاشرتی ہم آہنگی کا آئینہ دار ہے کیونکہ اسلام ہمیشہ لوگوں سے حسن سلوک کا درس دیتا ۔بلا امتیاز رنگ و نسل مخلوق خدا سے احسن طرز معاشرت اپنانے کا خواہاں ہے۔

اگر ماضی کے دریچوں میں جھانکا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام بزریعہ اخلاق حسنہ پھیلا ہے نہ کہ بزور شمشیر پھیلا ہے۔مغرب جو آج اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ملفوظ سے ان کے اس دعویٰ کی نفی ہو جاتے ہے۔اور ہمارے اسلاف کے طرز تبلیغ کی حقیقت زمانے بھر پے آشکارا ہو جاتی ہے کہ وہ محترم داعیان رشد و ہدایت ہمیشہ حسن اخلاق کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا جانتے تھے۔

الغرض یہ کہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی روز اوّل سے لے کر حیات طیبہ کے آخری لحہ تک فروغ شریعت کے لئے وقف کر رکھی تھی ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں سے یہ چند ایک اہم واقعات کو یہاں درج کیا گیا۔ بلکہ یہ چند اہم پہلو خلاصہ کو طور پر رقم کیے گئے ہیں ورنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی فروغ شریعت سے عبارت تھی ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات کا کوئی لحہ اس مقصد کے بغیر صرف نہیں کیا بلکہ ہر گھڑی ہر آن قرآن وسنت کے دیے ہوئے نظام کی ترویج و اشاعت میں ہی خود کو مصروف عمل رکھا۔

مختصر یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شریعت کے فروغ کے لئے خدمات بے مثال ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کردار عصر حاضر کے خانقاہی نظام کے لئے ایک نمونہ ہے۔تا کہ اس دور میں مختلف درگاہوں کے سجّادگان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شرعی فروغ کے کردار کو اپنا کر اپنے اپنے حصہ کی شمع فروزاں کر کے امت کو تیرگی میں سے نکال کر روشنی کے راہ پر لا کھڑ کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

دعا ہے اللہ تبارک بتعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر لاتعداد رحمتوں برکتوں کا نزول فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سعید عطا فرمائے (امین ثم امین)

حواشی وحوالہ جات

(۱) البقرۃ،۲:۴۴

(۲) قادری، محمد مسعود، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات، ص:۱۰۰۔

(۳) اخلاص،۱۱۲:۱۔۵

(۴) محمد ﷺ،۴۷:۱۸

(۵) قادری، محمد مسعود، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات، ص ۹۹۔

(۶) یار محمد چشتی پاکپتی، منتخب المناقب (مترجم)، جھوک پرینٹر، ملتان، س.ن، ص ۲۹۵۔

(۷) المآئدۃ،۵:۶۷

(۸) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، دار التراث، قاہرہ،۱۳۰۸ھ، جلد۱، رقم الحدیث ۳۶۵۹۔

(۹) نظامی، غلام محمد، شیخ تحریک ختم نبوت اور پیران تونسہ شریف، مکتبہ.ن، س.ن، ص ۹۔

(۱۰) ال عمران ۳،۳۱

(۱۱) قادری، محمد مسعود، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات، ص ۱۵۲۔

(۱۲) م.ن، فیضان پیر پٹھان، مکتبہ مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)، کراچی، س.ن، ص ۲۳۔

(۱۳) قادری، محمد حبیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۸۔

(۱۴) قادری، محمد حبیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، ص ۱۲۶۔

(۱۵) ال عمران،۳:۳

(۱۶) دارمی، محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، کتاب فضل القرآن، جلد۲، ۳۳۷۱

(۱۷) للّٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء، ص ۲۹۲۔

(۱۸) م.ن، سیرت سلیمان، ص ۱۵۴۔

(۱۹) الذّٰریٰت،۵۱:۵۶

(۲۰) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح بخاری، کتاب الایمان، جلد۱، رقم الحدیث ۴۸۔

(۲۱) م.ن، فیضان پیر پٹھان، ص ۳۰۔

(۲۲) البقرۃ،۲:۸۳

(۲۳) للّٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین (مترجم)، ص ۱۵۔
(۲۴) محمد دین کلیم، چشتی خانقاہیں اور سربراہان برِصغیر، ص ۱۶۵۔
(۲۵) القلم، ۶۸:۴
(۲۶) للّٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین (مترجم)، ص ۱۰۱۔
(۲۷) للّٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین (مترجم)، ص ۸۶۔
(۲۸) محمد سعد اللہ، حافظ، صوفیاء اور حسن اخلاق، مکتبہ انوار مدینہ، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۰۔

نتیجہ البحث

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ شریعت کے کردار کا تحقیقی مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پہ پہنچا ہوں:

فروغ شریعت کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کردار بے مثل و بے مثال ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شب روز اس اہم ذمہ داری کو نبھانے میں صرف کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جب تک کوئی بندہ مومن بالخصوص مقام ولائت کے درجہ کو پانے والا شریعت کی بجا آوری کے لئے خود کو پیش نہیں کر دیتا وہ قرب الٰہی کا سزاوار نہیں ہو سکتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ دے مارا ہے جو من گھڑت راگ آلاپتے ہیں کہ شریعت اور طریقت اور ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عظیم صوفی ہونے کے ناطے ان متصوفین کے ضمیر کو جھنجھوڑا ہے جو تصوف کے روپ میں دوکانداریاں کھولے بیٹھے ہیں جبکہ ان شیطانی چیلوں کا رحمانی تصوف سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں ہے۔اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ملا کی شریعت اور درویش کی شریعت اور ہے۔ان کی اس خود ساختہ تعریف شریعت کی بیخ کنی کی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عبادات کو ہی شریعت کی اصل نہیں قرار دیا بلکہ حسن اخلاق کو اس کی اصل قرار دیا ہے۔اور اس کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام فرما کر شریعت کی پاسداری کا عملی ثبوت دیا ہے

الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول و فعل سے فروغ شریعت کے لئے خود کو نگہبان شریعت ثابت کیا۔اور حضور ﷺ کی صحیح غلامی کا حق ادا کیا۔

دعا ہے اللہ سبحان تعالیٰ ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی بجا آوری عطا فرمائے (امین)

سفارشات

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ شریعت کے کردار کا تحقیقی مطالعہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل امور پر سامنے آتے ہیں جن کا موجودہ دور میں ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۱۔تمام درگاہوں کے مسند نشینوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے خود کو فروغ شریعت کے سانچے میں ڈھالنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۲۔تمام مشائخ بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ سے منسوب آستانوں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان کاوشوں کو حلقہ دروس میں پیش کیا جائے۔

۳۔محکمہ اوقاف جو ایک حکومتی ادارہ ہے اسے دیگر مشائخ جیسے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تعلیمات پر مبنی مقالہ جات کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی تعلیمات پر مبنی مقالہ جات کو بھی منظر عام پر لانا چاہیے۔

۴۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی خدمات کے اہم عنوانات کو سکول سطح سے لے کر یونیورسٹی سطح تک شامل نصاب کیا جائے تا کہ نسل نو کو معلوم ہو کہ ہم اور ہمارے آباء واجداد جن بزرگوں کی تعلیات سے مسلمان ہوئے ہیں ان کو نقطۂ نظر کیا تھا اور ان کی دین متین اور شریعت کی سربلندی کے لئے کیا خدمات ہیں

۵۔علمائے وقت کو اپنے خطابات میں گاہے بگاہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان خدمات کے تذکرہ کو شامل کرنا چاہیے۔

۶۔فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے کہ بزرگان دین کی ظاہری کرامات کی بجائے ان کی سب سے بڑی کرامت شریعت کی پاسدار کے تذکرے سنائے جائیں تا کہ عوام کو معلوم ہو کہ ولی کا کام کرامتیں دیکھانا نہیں بلکہ بندگان خدا کو شیطانی راستوں سے بچا کر رحمانی راستے پہ گامزن کرنا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ شریعت کے لئے کردار کو جتنا بھی اجاگر کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔(آمین)

مصادر و مراجع

☆القرآن المجید

☆افتخار احمد چشتی سلیمانی، تذکرہ خواجگان تونسوی، چشتیہ اکادمی، فیصل آباد، ۱۹۸۵ء۔

☆القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مکتبہ سلفیہ، مدینہ المنورہ، ۱۳۸۸ھ۔

☆بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۸۱ھ۔

☆ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔

☆حاکم، محمد بن عبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، دار الباز للنشر والتوضیح، مکہ مکرمہ، ۱۴۲۵ھ۔

☆خلیفہ، رحیم بخش، دیدار حضرت سلیمان تونسویؒ، چشتیہ کتاب گھر، تونسہ شریف، س۔ن۔

☆دارمی، محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۱ھ۔

☆ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار التراث، قاہرہ، ۱۴۰۸ھ۔

☆رضوی، سید جمیل احمد، پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کی تجدید وارتقاء، دار الفیض گنج بخش، لاہور، ۱۴۴۱ھ۔

☆سلیمانی، حاجی نجم الدین، مناقب المحبوبین (مترجم)، چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد، ۱۹۸۷ء۔

☆صالح محمد، مولوی، حیات سلیمان، چشتیہ کتاب گھر، تونسہ شریف، ۱۹۵۶ء۔

☆فاروقی، سلطان احمد سیالوی، تذکرہ اولیائے چشتؒ، ادارہ قمر الاسلام، لاہور، س۔ن۔

☆فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۵ء۔

☆قادری، محمد حسیب، سیرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، اکبر بک سیلرز، لاہور، س۔ن۔

☆قادری، محمد مسعود، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوواقعات، اکبر بک سیلرز، لاہور، س۔ن۔

☆للّٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۳۹۹ھ۔

☆للّٰہی، محمد حسین، ڈاکٹر، نافع السالکین (مترجم)، شعاع ادب، لاہور، س۔ن۔

☆محمد دین کلیم، چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

☆محمد سعد اللہ، حافظ، صوفیاء اور حسن اخلاق، مکتبہ انوار مدینہ، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

☆م۔ن، خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، نول کشور پریس، لاہور، ۱۹۳۸ء۔

☆م۔ن، فیضان پیر پٹھان، مکتبہ مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)، کراچی، س۔ن۔

☆نظامی، غلام فرید، ڈاکٹر، تذکرہ شاہ نظام الدین، انجمن فروغ فنون اسلامی، ڈیرہ غازیخان، ۱۹۸۷ء۔

☆نظامی، غلام محمد، شیخ، تحریک ختم نبوت اور پیران تونسہ شریف، مکتبہ.ن، س.ن۔
☆یار محمد چشتی پاکپتنی، منتخب المناقب (مترجم)، جھوک پرینٹر، ملتان، س.ن۔